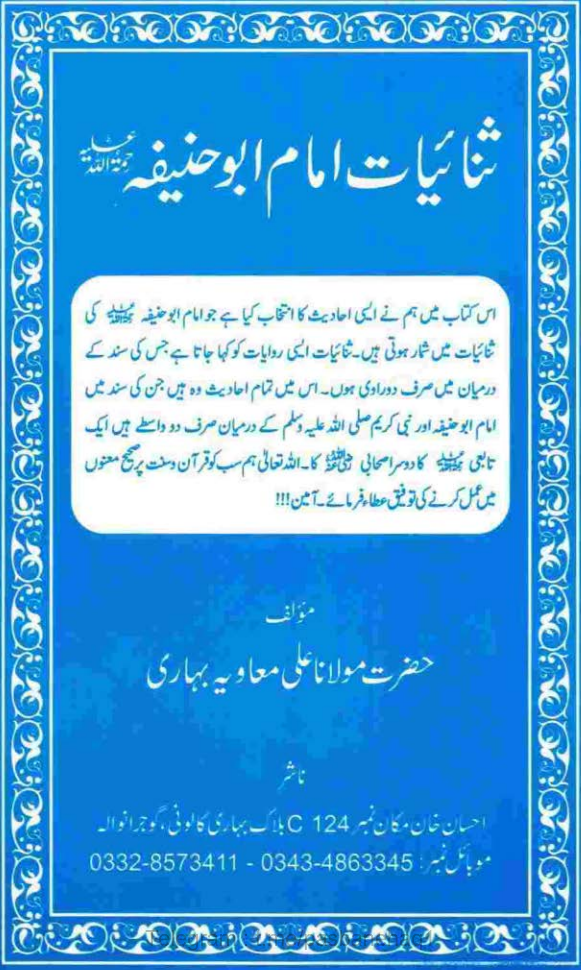

ثنائیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
اس کتاب میں ہم نے ایسی احادیث کا انتخاب کیا ہے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ثنائیات میں شمار ہوتی ہیں۔ ثنائیات ایسی روایات کو کہا جاتا ہے جس کی سند کے درمیان میں صرف دوراوی ہوں۔ اس میں تمام احادیث وہ ہیں جن کی سند میں امام ابوحنیفہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں ایک تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا صحابی رضی اللہ عنہ کا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت پر صحیح معنوں میں عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!!!
مؤلف
حضرت مولانا علی معاویہ بہاری
ناشر
احسان خان مکان نمبر 124 C بلاک بہاری کالونی، گوجرانوالہ
موبائل نمبر: 0332-8573411 - 0343-4863345
Telegram : t.me/pasbanehaq1

کتاب کا نام	ثنائیاتِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
مؤلف	علی معاویہ بہاری
کمپوزنگ	ماہیر گرافکس 0333-8276791
ٹائٹل	ماہیر گرافکس
صفحات	192
پریس	
تاریخ طبع اول	جون 2018
قیمت	

ملنے کے پتے

1......احسان خان مکان نمبر 124 C بلاک بہاری کالونی گوجرانوالہ

2.... مکتبہ امام اہل سنت مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ

3.... مکتبہ اہل سنت والجماعت مرکز اہل سنت چک 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

فہرست مضامین

(۱)......محرمات النکاح

ابو حنیفة عن الشعبی عن جابر بن عبداللہ وأبی ہریرة رضی اللہ عنہم قالا: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تُنکح المرأة علی عَمَّتِها ولا علی خالتھا ولا تنکح الکبری علی الصُّغْری ولا الصّغری علی الکبری. (مسند حصکفی باب امتناع الجمع بین المرأة وعمتھا و خالتھا)

ترجمہ:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ شعبی (عامر بن شراحبیل) سے وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان دونوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت پر اس کی پھوپھی اور خالہ پر نکاح نہ کرے اور نہ نکاح کرے بڑی عمر والی سے چھوٹی عمر والی پر اور نہ چھوٹی عمر والی سے بڑی عمر والی پر۔

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابی دائود جلد۱ ص۲۸۲، باب ما یکرہ ایجمع بینھن من النساء (مکتبہ اقرا قرآن کمپنی)

(۲) جامع الترمذی جلد ۱ ص۲۱۴، باب ما جاء لا تنکح المرأة علٰی عمتھا (قدیمی)

(۳) سنن ابن ماجة ص۱۳۸ باب لا تنکح المرأة علٰی عمتھا ولا علی خالتھا (قدیمی)

(٤) مسلم جلد۱ ص۲۵۲، باب تحریم الجمع بین المرأة وعمتھا او

خالتها فی النکاح (مکتبہ الحسن)

(۵) بخاری جلد ۲ ص۷۶۶، باب لا تنکح المرأۃ علیٰ عمتها (مکتبہ المیزان)

(٦) سنن النسائی جلد۲ ص۸۱، باب تحریم الجمع بین المرأۃ و خالتها (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق امام مِزّی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۴۲ھ اپنی کتاب تہذیب الکمال میں لکھتے ہیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام نعمان بن ثابت ہے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی کنیت ہے، کوفہ کے رہنے والے ہیں، فقہ کے مشہور امام ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث شریف کے اساتذہ درج ذیل ہیں۔

(۱) ابراہیم بن محمد بن المنتشر، (۲) جبلہ بن سحیم، (۳) حماد بن ابی سلیمان، (۴) خالد بن علقمہ، (۵) زیارہ بن علاقہ، (٦) سماک بن حرب، (۷) عامر شعبی، (۸) عبداللہ بن ابی حبیبہ، (۹) عبداللہ بن دینار، (۱۰) عطاء بن ابی رباح، (۱۱) عطاء بن السائب، (۱۲) عطیہ عوفی، (۱۳) عکرمہ مولیٰ ابن عباس، (۱۴) علقمہ بن مرثد، (۱۵) محارب بن دثار، (۱٦) اسماعیل بن عبدالملک بن ابی صفیراء، (۱۷) ابی ہند حارث ابن عبدالرحمان الھمدانی، (۱۸) حسن بن عبید اللہ، (۱۹) حکم بن عتیبہ، (۲۰) ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، (۲۱) زبید الیامی، (۲۲) زیادہ بن علاقہ، (۲۳) سعید بن مسروق ثوری، (۲۴) سلمہ بن کہیل، (۲۵) ابی رؤبہ شداد ابن عبدالرحمٰن، (۲٦) شیبان بن عبدالرحمٰن، (۲۷) طاؤس بن کیسان، (۲۸) طریف ابی سفیان سعدی، (۲۹) ابی سفیان طلحہ بن نافع، (۳۰) عاصم بن کلیب، (۳۱) عاصم بن ابی النجود، (۳۲) عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، (۳۳) قابوس بن ابی، (۳۴) عبدالکریم ابی امیہ بصری، (۳۵) عبدالملک بن عمیر، (۳٦) عدی بن ثابت انصاری، (۳۷) علی بن اقمر، (۳۸) علی بن حسن زراد، (۳۹) عمر بن دینار، (۴۰) عوف بن

عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، (۴۱) قابوس بن ابی طبیان، (۴۲) قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود، (۴۳) قتادہ بن دعامہ، (۴۴) قیس بن مسلم جدلی، (۴۵) محمد بن زبیر حنظلی، (۴۶) محمد بن سائب کلبی، (۴۷) ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، (۴۸) محمد بن قیس ھمدانی، (۴۹) محمد بن مسلم بن شہاب زہری، (۵۰) محمد بن منکدر، (۵۱) مخول بن راشد، (۵۲) مسلم البطین، (۵۳) مسلم الملائی، (۵۴) معن بن عبدالرحمٰن، (۵۵) مقسم، (۵۶) منصور بن معتمر، (۵۷) موسیٰ بن ابی عائشہ، (۵۸) ناصح بن عبداللہ محلمی، (۵۹) نافع مولیٰ ابن عمر، (۶۰) ہشام بن عروہ، (۶۱) ابی غسان ہیثم بن حبیب صراف، (۶۲) ولید بن سریع المخزومی، (۶۳) یحییٰ بن سعید انصاری، (۶۴) ابو حجیہ یحییٰ بن عبداللہ الکندی، (۶۵) یحییٰ بن عبداللہ جابر، (۶۶) یزید بن صہیب فقیر، (۶۷) یزید بن عبدالرحمٰن کوفی، (۶۸) یونس بن عبداللہ ابن ابی فروہ، (۶۹) ابواسحاق سبیعی، (۷۰) ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہم، (۷۱) ابو جناب کلبی، (۷۲) ابوحصین اسدی، (۷۳) ابوزبیر مکی، (۷۴) ابوسوار اور انہیں ابوسواد سلمی بھی کہا جاتا ہے، (۷۵) ابوعون ثقفی، (۷۶) ابوفروہ جہنی، (۷۷) ابومعبدؒ مولیٰ ابن عباس، (۷۸) ابویعفور العبدی وغیرہ۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث پاک میں تلامذہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۱) ابراہیم بن طہمان، (۲) ابیض بن اعز بن صباح منقری، (۳) اسباط بن محمد قرشی، (۴) اسحاق بن یوسف ارزق، (۵) اسد بن عمرو البجلی القاضی، (۶) اسماعیل بن یحییٰ صیرفی، (۷) ایوب بن ہانی الجعفی، (۸) جارود بن یزید نیسابوری، (۹) جعفر بن عون، (۱۰) حارث بن نبہان، (۱۱) حبان بن علی العنزی، (۱۲) حسن بن زیاد لؤلؤی، (۱۳) حسن بن فرات القزاز، (۱۴) حسین بن حسن بن عطیہ عوفی، (۱۵) حفص بن عبدالرحمٰن البلخی القاضی، (۱۶) حکام بن مسلم الرازی، (۱۷) ابومطیع حکم بن عبداللہ بلخی، (۱۸) امام صاحب کے بیٹے حماد بن ابی حنیفہ، (۱۹) حمزہ بن حبیب الزیات، (۲۰) خارجہ بن مصعب السرخسی،

(۲۱) داؤد بن نصیر الطائی، (۲۲) ابو ہذیل زفر بن ہذیل تمیمی، (۲۳) زید بن حباب عکلی، (۲۴) سابق رقی، (۲۵) سعد بن صلت قاضی شیراز، (۲۶) سعید بن ابی جہم قابوسی، (۲۷) سعید بن سلام بن ابی ہیفاء، (۲۸) عطاء بصری، (۲۹) سلم بن سالم البلخی، (۳۰) سلیمان بن عمرو نخعی، (۳۱) سہل بن مزاحم، (۳۲) شعیب بن اسحاق دمشقی، (۳۳) صباح بن محارب، (۳۴) صلت بن حجاج کوفی، (۳۵) ابو عاصم ضحاک بن مخلد، (۳۶) عامر بن فرات النسوی، (۳۷) عائذ بن حبیب، (۳۸) عباد بن عوام، (۳۹) عبداللہ بن مبارک، (۴۰) عبداللہ بن یزید المقری، (۴۱) ابو یحییٰ عبدالمجید بن عبدالرحمٰن حمانی، (۴۲) عبدالرزاق بن ہمام، (۴۳) عبدالعزیز بن خالد ترمذی، (۴۴) عبدالکریم بن محمد جرجانی، (۴۵) عبدالمجید بن عبد العزیز ابی رواد، (۴۶) عبدالوارث بن سعید، (۴۷) عبداللہ بن زبیر قرشی، (۴۸) عبیداللہ بن عمرو الرقی، (۴۹) عبیداللہ ابن موسیٰ، (۵۰) عتاب بن محمد بن شوذب، (۵۱) علی بن ظبیان کوفی، (۵۲) القاضی علی بن عاصم الواسطی، (۵۳) علی بن مسہر، (۵۴) عمرو بن عنقزی، (۵۵) ابو قطن عمرو بن ہیثم قطعی، (۵۶) عیسیٰ بن یونس، (۵۷) ابونعیم فضل بن دکین، (۵۸) فضل بن موسیٰ سینانی، (۵۹) قاسم بن حکم عرنی، (۶۰) قاسم بن معن مسعودی، (۶۱) قیس بن ربیع، (۶۲) محمد بن ابان عنبری کوفی، (۶۳) محمد بن بشر عبدی، (۶۴) محمد بن حسن بن اٰتش صنعانی، (۶۵) محمد بن حسن الشیبانی، (۶۶) محمد خالد وہبی، (۶۷) محمد ابن عبداللہ انصاری، (۶۸) محمد بن فضل بن عطیہ، (۶۹) محمد بن قاسم اسدی، (۷۰) محمد بن مسروق کوفی، (۷۱) محمد بن یزید واسطی، (۷۲) مروان بن سالم، (۷۳) مصعب بن مقدام، (۷۴) معافی بن عمران الموصلی، (۷۵) مکی بن ابراہیم البلخی، (۷۶) ابوسہل نصر بن عبدالکریم البلخی المعروف بالصیقل، (۷۷) نصر بن عبدالملک العتکی، (۷۸) ابوغالب نضر بن عبداللہ ازدی، (۷۹) نضر بن محمد المروزی، (۸۰) نعمان بن عبدالسلام اصبہانی، (۸۱) نوح بن دراج القاضی، (۸۲) ابوعصمہ نوح بن ابی مریم،

(۸۳) ہشیم بن بشیر، (۸۴) ہوذہ ابن خلیفہ، (۸۵) ھیاج بن بسطام البرجمتی (۸۶) وکیع بن جراح، (۸۷) یحییٰ بن ایوب المصر ی، (۸۸) یحییٰ بن نصر بن حاجب، (۸۹) یحییٰ بن ابی یمان، (۹۰) یزید بن زریع، (۹۱) یزید بن ہارون، (۹۲) یونس بن بکیر شیبانی، (۹۳) ابواسحاق الفز اری، (۹۴) ابوحمزہ سکری، (۹۵) ابوسعید صاغانی، (۹۶) ابوشہاب حناط، (۹۷) ابومقاتل سمرقندی، (۹۷) قاضی ابویوسف وغیرہ۔

(تہذیب الکمال جلد ۲۹ ص ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱ مطبوعہ مؤسسہ الرسالہ بیروت)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو انہیں یاد ہوتی ہیں۔

صالح بن محمد اسدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ فی الحدیث ہیں۔

احمد بن محمد بن قاسم بن محرز رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیثیں لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(تہذیب الکمال جلد ۲۹ ص ۴۲۴ مطبوعہ مؤسسہ الرسالہ بیروت)

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ التوفی سن ۸۵۲ھ اور علامہ مذی رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۷۴۲ھ دونوں فرماتے ہیں کہ امام حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ (تہذیب الکمال جلد ۲۹ ص ۴۱۸ مطبوعہ مؤسسہ الرسالہ بیروت)

(تہذیب التہذیب جلد ۱۰ ص ۴۴۹ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

اس سند کے دوسرے راوی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا پورا نام عامر بن شراحیل شعبی ہے۔ ثقہ ہیں۔ مشہور ہیں امام مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شعبی سے بڑھ کر فقیہ کسی کو نہیں دیکھا ان کی وفات ۱۰۰ھ کے بعد ہوئی ہے اور ان کی عمر ۸۰ سال تھی۔ (تقریب جلد ۱ ص ۴۶۱ قدیمی)

ابن حبان نے شعبی رحمہ اللہ کو ثقات میں شمار کیا ہے اور امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء تو صرف چار ہی ہیں ابن مسیب مدینہ میں امام شعبی رحمہ اللہ کوفہ میں اور حسن بصری رحمہ اللہ، بصرہ میں اور امام مکحول رحمہ اللہ شام میں، امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام شعبی رحمہ اللہ کی وفات سن ۱۰۴ھ میں ہوئی اور ان کی عمر ۸۲ سال تھی۔ (تنسیق النظام ص ۶۲ مکتبہ المیزان)

امام شعبی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۶۵ مطبوعہ حیدر آباد دکن) اور شعبی رحمہ اللہ سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ (تنسیق النظام ص ۶۲ مکتبہ المیزان)

اس حدیث کی سند کے آخر میں دو صحابی ہیں' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مشہور اور جلیل القدر صحابی ہیں، حافظ الحدیث کہلاتے ہیں ان کے نام اور ان کے والد کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اصل نام عبدالرحمٰن بن صخر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ والد کا نام ابن غنم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا اپنا نام عبداللہ بن عائذ ہے لیکن بعض کہتے ہیں کہ ان کے والد کا نام عائذ نہیں بلکہ عامر ہے۔ ان کی وفات سن ۵۷ یا ۵۸، ۵۹ھ میں ہوئی ان کی عمر ۷۸ سال تھی۔

(تقریب جلد ۲ ص ۴۸۳، قدیمی)

حافظ بقی بن مخلد الاندلسی اپنی مسند میں ذکر کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ۵۳۷۴ حدیثیں مروی ہیں اتنی کسی اور صحابی سے مروی نہیں ہیں۔

(تنسیق النظام ص ۳۹، مکتبہ المیزان)

اس سند کے تیسرے راوی جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام بن عمرو انصاری مدنی رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ خود بھی صحابی اور ان کے والد عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں۔ ۱۹ غزوات میں شریک رہے ہیں۔ مدینہ منورہ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ ان کی عمر ۹۴ برس تھی۔

(تقریب جلد ۱ ص ۱۵۳)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی وفات سن ۷۷ یا ۷۸ ہجری میں ہوئی ہے۔(تنسیق النظام فی مسندالامام مصنف علامہ محمد حسن سنبھلی ص ۷ المکتبۃ المیزان)

نوٹ:

اس حدیث کوامام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں ذکر کیا ہے۔ پانچ واسطوں کے ساتھ یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور صحابی کے درمیان چار واسطے ہیں۔امام بخاری سے لے کرامام شعبی رحمۃ اللہ علیہ تک تین واسطے اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو ملاکر صحابی تک کل چار واسطے ہیں۔ دیکھئے بخاری جلد۲ص ۷۶۶ جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کوامام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے براہِ راست نقل کرتے ہیں اور صحابی تک صرف ایک واسطہ ہے۔

ناظرین آپ خودانصاف کی نظر سے دونوں سندوں کا موازنہ فرمائیں کہ اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی نقل کرتے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی نقل کرتے ہیں اور دونوں نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے طریق سے روایت کیا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بغیر کسی واسطہ کے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تین واسطوں سے۔تو بتائیے کس کی سند زیادہ مضبوط اور عالی ہے۔

شرح حدیث:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی عورت کا ایسے مرد سے نکاح کرنا حرام ہے جس کے نکاح میں پہلے سے اس عورت کی پھوپھی یا خالہ ہو اسی طرح پھوپھی اور بھتیجی یا خالہ اور بھانجی کو ایک ہی آدمی کے نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

(ماخوذ مسندامام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ص ۲۴۷ مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۲)......جو شخص توحید و رسالت کی گواہی دے اس کا کیا حکم ہے؟

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَبِيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ صَاحِبَ

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَا اَنَا رَدِیْفُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا اَبَا الدَّرْدَاءِ مَنْ شَہِدَ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَجَبَتْ لَـہُ الْجَنَّۃُ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ فَسَکَتَ عَنِّیْ سَاعَۃً ثُمَّ سَارَ سَاعَۃً فَقَالَ مَنْ شَہِدَ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَجَبَتْ لَـہُ الْجَنَّۃُ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ فَسَکَتَ عَنِّیْ سَاعَۃً ثُمَّ سَارَ سَاعَۃً ثُمَّ قَالَ مَنْ شَہِدَ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَجَبَتْ لَـہُ الْجَنَّۃُ قَالَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ فَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اِصْبَعِ اَبِی الدَّرْدَاءِ السَّبَّابَۃِ یُوْمِیْ اِلٰی اَرْنَبَتِہٖ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن حبیبہ سے وہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں عبداللہ بن حبیبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے صحابی رسول حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دن اس دوران کہ میں نبی علیہ السلام کے ساتھ ایک سواری پر پیچھے سوار تھا' نبی علیہ السلام نے فرمایا: اے ابودرداء! جوشخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں' تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی' میں نے عرض کیا خواہ اس سے زنا اور چوری کا ارتکاب بھی ہو جائے؟ یہ سن کر نبی علیہ السلام ایک لحظہ خاموش رہے اور کچھ دیر چلنے کے بعد پھر وہی بات فرمائی، میں نے پھر وہی سوال کیا تین مرتبہ اس طرح ہونے کے بعد نبی علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! اگر اس سے زنا اور چوری کا ارتکاب بھی ہو جائے اور اگرچہ ابودرداء کی ناک خاک آلود ہی ہو جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ آج بھی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی شہادت والی انگلی مجھے اپنے سامنے نظر آتی ہے۔

جب کہ انہوں نے اسے اپنی ناک کے نرم حصے پر رکھا تھا۔

(مسند حصکفی کتاب الایمان، باب ما جاء فیمن شهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی بہت سارے محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔ کسی کتاب میں الفاظ کی زیادتی ہے لیکن نفس مضمون بعینہ یہی ہے۔

(۱) کتاب الآثار لامام محمد رحمه الله ص۱۲۲

(۲) کتاب الآثار لابی یوسف رحمه الله ص۱۹۷، حدیث نمبر ۸۹۱

(۳) مسند ابی حنیفة رحمه الله لابن خسرو البلخی جلد۲ ص۵۷۲، حدیث نمبر ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۷۸۰.

(٤) بخاری جلد۱ ص۱٦٥، باب ماجاء فی الجنائز ومن کان اٰخر کلامه لا اله الا الله

(٥) مسند الامام احمد جلد ۲ ص۳۵۷

(٦) سنن الکبریٰ للنسائی جلد٦ ص۲۷٦ حدیث نمبر ۱۰۹٦۲

(۷) ترمذی جلد۲ ص۹۲، باب ماجاء فی من یموت وهو یشهد ان لا اله الا الله (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں۔ دوسرے راوی امام صاحب رحمہ اللہ کے استاد عبداللہ بن حبیبہ ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں یہ بات بیان فرمائی ہے کہ مومن کے کیسا بھی ہو توحید وسنت کے اقرار

کی برکت سے جنت میں ضرور داخل ہوگا اور اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دنیا میں کوئی بھی صدقِ دل سے توحید و رسالت کا اقرار کرنے والا ایک نہ ایک دن جنت میں ضرور داخل ہوگا توحید و رسالت کا اقرار کرنے والا اگر گناہوں سے پاک ہے دنیا میں نیک عمل کرتا تھا گناہوں سے بچتا تھا تو ابتداءً جنت میں داخل ہوگا اور اگر گناہگار ہے تو ابتداءً جہنم میں داخل ہوگا اور سزا بھگتنے کے بعد آخر کار جنت اس پر واجب ہوگی اور وہ جنت میں داخل ہوگا اس پر قرآن وحدیث میں واضح دلائل موجود ہیں۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۴۶، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۳)......حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونچی آواز سے بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے

اخبرني ابو القاسم الأزهري حدثنا أبو نصر محمد بن أحمد بن محمد بن موسٰى بن جعفر الملاحمي البخاري بانتخاب الدارقطني حدثنا عبدالله بن محمد بن يعقوب حدثنا عبدالرحيم بن عبدالله بن إسحاق السمناني حدثنا محمد بن القرخ البغدادي أبو جعفر بقزوين حدثنا إسحاق بن بشر القرشي حدثنا أبو حنيفة عن حماد عن أنس رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرَ لَا يَجْهَرُوْنَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترجمہ:

''مجھے ابوالقاسم الازہری نے خبر دی، ہم سے ابونصر محمد بن احمد بن محمد بن موسیٰ جعفر الملاحمی البخاری نے انتخابِ دارقطنی سے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن محمد بن یعقوب، ان سے عبدالرحیم بن عبداللہ بن اسحاق السمنانی، ان سے ابوجعفر بن محمد الفرخ البغدادی قزوینی

نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن بشر القرشی، ان سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا، انہوں نے حماد اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما (جماعت کراتے ہوئے) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے (بلکہ سورۃ الفاتحہ سے قرأت شروع کرتے تھے)۔"

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ دوسرے راوی حماد بن ابی سلیمان ہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ یہاں پر ان کا مختصر تعارف نقل کیا جاتا ہے۔

حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حماد فقیہ ہیں اور سچ بولنے والے تھے ان کی وفات ۱۲۰ یا ۱۱۹ھ میں ہوئی ہے۔ (تقریب ۱/ ۲۳۸)

حماد بن ابی سلیمان نے انس بن مالک، زید بن وہب، سعید بن مسیب، عکرمہ وغیرہ سے روایت کیا ہے اور حماد سے اسماعیل، عاصم، ابوحنیفہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۱۶ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

معمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان سے بڑا فقیہ کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا۔

امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حماد ثقہ ہیں۔

ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حماد سچوں میں سے ہیں۔

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حماد ثقہ ہیں۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سب سے بڑے فقیہ تھے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حماد رحمۃ اللہ علیہ کو ثقہ کہا ہے۔

(تنسیق النظام فی مسند الامام ص ۵۰ مکتبہ المیزان لاہور، تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۱۶، ۱۷ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

اس حدیث کے تیسرے راوی مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بصرہ چلے گئے تھے اور بصرہ کے اندر ہی قیام پذیر رہے اور ان کی وفات ۹۳ھ میں ہوئی۔ (تقریب ۱/۱۱۱، قدیمی کراچی)

تخریج حدیث:

دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۱) مصنف ابن ابی شیبة ۱/۳٦۱، من کان لا یجهر ببسم الله الرحمن الرحیم (حدیث نمبر ٤١٤٤)

(۲) مسند امام احمد ۳/۱۷۹ (حدیث نمبر ۱۲۸٦۸) جلد ۳/۲۷۵ (حدیث نمبر ۱۳۹٤۳)

(۳) صحیح ابن خزیمة ۱/۲۵۰ (حدیث نمبر ٤۹۵، ٤۹٦، ٤۹۷)

(٤) سنن نسائی المجتبیٰ ۲/۱۳۵ ترك الجهر ببسم الله الرحمن الرحیم (حدیث نمبر ۹۰۷)

(۵) کتاب الآثار لابی یوسف ص۲۲ حدیث نمبر ۱۰۷

(٦) مسند ابی حنیفة لابن خسرو البلخی جلد۲ ص٤۸۹ حدیث نمبر ۵٤۳

(۷) سنن ابن ماجة ص۵۹ باب افتتاح القرأة (قدیمی)

(۸) بخاری جلد ۱ ص۱۰۳ باب ما یقرأ بعد التکبیر (مکتبة المیزان)

(۹) سنن النسائی جلد ۱ ص١٤٤، ترك الجهر ببسم الله الرحمن الرحیم (قدیمی)

(۱۰) مسلم جلد ۱ ص۱۷۲، باب حجة من قال یجهر ببسم الله (مکتبة الحسن)

(۱۱) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۲ ص۵۱، باب من قال یجهر بهما (حدیث نمبر ۲۲٤۳)

(۱۲) دار قطنی جلد۱ ص۳۱۵، باب ذکر اختلاف الروایة فی الجهر ببسم الله الرحمن الرحیم.

(۱۳) صحیح ابن حبان جلد۵ ص۱۰۳ (حدیث نمبر ۱۷۹۹)

(۱٤) جامع الترمذی جلد۱ ص۵۷، باب ماجاء فی ترك الجهر ببسم الله الرحمن الرحیم (قدیمی)

شرح حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھنی چاہیے۔ اونچی آواز سے نہیں یہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا طریقہ ہے۔

تاہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بسم اللہ جہراً پڑھنے کا ذکر ہے تو وہ روایت بیانِ جواز اور تعلیم پر محمول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی تعلیم کے لیے بسم اللہ کو اونچی آواز سے پڑھتے تھے۔

تو پتہ چلا کہ اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب راجح ہے اور عین حدیث کے مطابق ہے۔

(۴)......نماز اپنے وقت پر پڑھنے کی فضیلت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوةُ فِیْ مَوَاقِیْتِهَا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ طلحہ بن نافع سے وہ حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال پوچھا

گیا کہ کون سا عمل سب سے زیادہ افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب فضل الصلوٰۃ فی مواقیتها، حدیث نمبر ۸۵)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۷٦، باب فضل الصلوٰۃ لوقتها (مکتبۃ المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۲۳۱، باب کراھۃ تاخیر الصلوٰۃ عن وقتها (مکتبۃ الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۴۳، باب ماجاء فی وقت الاول من الفضل (قدیمی)

(٤) الکامل لابن عدی جلد۲ ص٤۹۸

(۵) سنن النسائی جلد۱ ص۱۰۰، باب فضل الصلوٰۃ لمواقیتها (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ اس حدیث کے دوسرے راوی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد طلحہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ پورا نام طلحہ بن نافع الواسطی ہے ابوسفیان ان کی کنیت ہے۔ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریب میں طلحہ کو صدوق کہا ہے۔ (تقریب جلد۱ ص۴۵۲ قدیمی)

ابن حبان نے طلحہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طلحہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔

(تنسیق النظام ص٦۰، مکتبۃ المیزان، تهذیب التهذیب جلد۵ ص۲۷ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

طلحہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد۵ ص۲۶ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن) وفات ان کی سن ۱۱۰ھ میں ہوئی ہے۔

اس حدیث کی سند کے تیسرے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اوقات کی پابندی پر بہت زور دیا ہے اور اس بات کی طرف شدید رغبت دلائی ہے کہ سب سے افضل عمل وہ نماز ہے جو ٹھیک وقت پر ادا کی جائے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص ۱۰۴، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز)

وقت پر نماز پڑھنے سے مراد وقت مستحب ہے۔ (مظاہر حق جلد ۱ ص ۵۳۶ مکتبۃ العلم)

(۵)......سفر میں روزہ کھولنے کی اجازت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنِ الْهَيْثَمِ ابْنِ حَبِيْبِ الصَّيْرَفِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَيْلَتَيْنِ خَلَتَا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَصَامَ حَتّٰى اَتٰى قُدَيْدًا فَشَكَا النَّاسُ اِلَيْهِ الْجُهْدَ فَاَفْطَرَ فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتّٰى اَتٰى مَكَّةَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیثم سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی دو راتیں گزرنے کے

بعد مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں بھی روزہ رکھا لیکن جب مقامِ قدید میں پہنچے تو کچھ لوگوں نے مشقت کی شکایت کی نبی علیہ السلام نے روزہ چھوڑ دیا اور مکہ مکرمہ پہنچنے تک مستقل افطار فرماتے رہے۔

(مسند حصكفى كتاب الصوم، باب مَا جَاءَ فِيْ رُخْصَةِ الْإِفْطَارِ فِي السَّفَرِ)

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے حالات اور تیسرے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ اور دوسرے راوی ہیثم بن حبیب الصیر فی ہیں۔

ہیثم بن حبیب الصیر فی سچوں میں سے ہیں۔ (تقریب ج۲ص۲۷۶ قدیمی)

ملاعلی قاری فرماتے ہیں کہ ہیثم بڑے تابعین میں سے ایک ہیں اور علامہ ابن حبان نے ثقات میں تبع تابعین میں شمار کیا ہے۔

(تنسيق النظام فى مسند الامام ص٨٨، مكتبة الميزان لاهور)

ہیثم بن حبیب سے ابوعوانہ، حفص بن ابی داؤد، امام ابوحنیفہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ یحییٰ بن معین نے ہیثم بن حبیب کو ثقہ کہا ہے۔ ابوزرعہ اور ابوحاتم نے بھی ثقہ کہا ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۱، ص۹۲، حیدرآباد دکن)

تخریج حدیث:

یہ حدیث کچھ الفاظ کے تبدیلی کے ساتھ دیگر کتابوں میں بھی موجود ہے۔

(۱) بخاری ۲٦٠/۱، باب الصوم فى السفر والافطار (مكتبة الميزان لاهور)

(۲) سنن النسائى ۳۱٦/۱، ۳۱۷، باب الصيام فى السفر (قديمى)

(۳) صحيح مسلم ۳۵۵/۱، باب جواز الصوم والفطر فى شهر رمضان للمسافر (مكتبة الحسن لاهور)

(٤) ابو داؤد ۱/۲۲۷، باب السفر فی الصوم (اقرأ قرآن کمپنی لاھور)

نوٹ: ابوداؤد کی اس روایت میں مقام قدید کے بجائے مقام عسفان کا ذکر ہے اور یہ روایتیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہیں۔

(٥) ترمذی ۱/۱۵۱، باب ماجاء فی کراھیۃ الصوم فی السفر (قدیمی کتب خانہ لاھور)

نوٹ: ترمذی کی روایت میں مقام قدید کے بجائے مقام کراع الضمیم کا ذکر ہے۔

شرحِ حدیث:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر سفر مشقت والا ہو تو افطار کرنا جائز ہے اور اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ افطار کرنا اور روزہ رکھنا دونوں جائز ہیں۔ سفر خواہ راحت کا ہو یا تکلیف کا لیکن اگر مسافر کو کچھ تکلیف نہیں ہے تو روزہ رکھنا بہتر اور افضل ہے اور اگر مسافر کو مشقت اور ایذا ہوتی ہے تو افطار کرنا روزہ رکھنے سے بہتر ہے۔

(٦)......خصائلِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مسلم سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام کی دعوت کو بھی قبول فرما لیتے، مریض کی عیادت کرتے اور گدھے پر سواری کر لیتے تھے۔

(مسند حصکفی کتاب الفضائل، باب مَا جَاءَ فِیْ خَصَائِلِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حدیث نمبر ۳۶۱، ص ۴۲۱)

تخریج حدیث:

اس حدیث کوامام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی کتابوں میں الفاظ کی کمی زیادتی کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابن ماجة ص۳۰۸، باب البرأة من الكبر والتواضع (قديمی)

(۲) مستدرك حاكم جلد۲ ص٤٦٦

(۳) مصنف ابن ابی شبية جلد۲ ص١٦٤

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی امام صاحب کے استاد مسلم بن کیسان ہیں۔ پورا نام مسلم بن کیسان الضبی الملائی ابوعبداللہ کنیت ہے۔(تقریب جلد۲ص۱۸۰قدیمی)

مسلم بن کیسان یہ متکلم فیہ راوی ہے۔

ملاعلی قاری فرماتے ہیں مسلم بن کیسان یہ جلیل قدر تابعی ہیں۔

(تنسیق النظام ص۸۴ مکتبۃ المیزان)

امام صاحب کے اس طریق پرلوگوں نے کلام کیا ہے تو یہ طریق بطور شواہد و متابعات کے ہے۔دوسرا یہ کہ اگر چہ یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔لیکن اصول حدیث کے اعتبار سے فضائل و آداب میں ضعیف حدیث بھی قابل قبول ہے۔ مذکورہ حدیث احکام کے متعلق نہیں اور اس کا مفہوم بالکل صحیح ہے حدیث کی دیگر کتابوں میں موجود ہے۔لہٰذا یہ حدیث محدثین کے اصول کے مطابق قبول ہے۔اور اس حدیث کے تیسرے راوی صحابی رسول انس رضی اللہ عنہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

مسلم بن کیسان سے امام ابوحنیفہ نے دوحدیثیں روایت کی ہیں پہلی یہی مذکورہ حدیث

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تواضع کے متعلق دوسری سفر میں رمضان کے روزے کے متعلق۔
(تنسیق النظام ص ۸۴)

شرح حدیث:

تکلف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں قطعاً نہ تھا۔ تواضع نہایت درجہ تھی۔ اس لیے سواری کے عام خچر، گدھے پر سواری کو معیوب نہیں سمجھتے تھے۔ جب ضرورت ہوتی سوار ہو جاتے اور اگر غلام اپنے آقا کی طرف سے آکر دعوت پیش کرتا تو آپ قبول فرماتے اگر چہ اللہ رب العزت نے آپ کو دنیا، دین کی سرداری نصیب فرمائی تھی لیکن غرور و تکبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھٹکتے بھی نہ تھے بلکہ افعال و اعمال میں تواضع و انکساری نظر آتی تھی کوئی معمولی سا آدمی بھی بیمار ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے تھے اور اس کو تسلی دیتے تاکہ اس کے افسردہ دل کو تسلی ہو۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد ۵ ص ۳۲۶ اضافہ و ترمیم مکتبہ العلم)

(۷)......شفاعت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ یَزِیْدِ بْنِ صُهَیْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ یَخْرُجُ اللهُ مِنَ النَّارِ مِنْ اَهْلِ الْاِیْمَانِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَزِیْدُ فَقُلْتُ اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ وَمَا هُمْ بِخَارِجِیْنَ مِنْهَا قَالَ جَابِرٌ اِقْرَأْ مَا قَبْلَهَا اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِنَّمَا هِیَ فِی الْكُفَّارِ وَفِیْ رِوَایَةٍ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْاِیْمَانِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَزِیْدُ قُلْتُ اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ وَمَا هُمْ بِخَارِجِیْنَ مِنْهَا فَقَالَ جَابِرٌ اِقْرَأْ مَا قَبْلَهَا اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ذٰلِكَ الْكُفَّارُ وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْ یَزِیْدٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ

يُعَذِّبُ اللهُ تَعَالٰى قَوْمًا مِنْ اَهْلِ الْاِيْمَانِ بِذُنُوْبِهِمْ ثُمَّ يُخْرِجُهُمْ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ فَاَيْنَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى اٰخِرِهٖ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یزید بن صہیب سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت جابر سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو میری شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکال لیں گے' راوی حدیث یزید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ وہ جہنم سے نکلنے والے نہیں؟ (پھر اس حدیث کا کیا مطلب؟) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے پہلے بھی تو پڑھو، یہ حکم کافروں کے لیے ہے کہ انہیں جہنم سے نکلنا نصیب نہ ہوگا اور نبی علیہ السلام نے مومنین کا حکم بیان فرمایا ہے دوسری روایت میں بھی اسی طرح سوال جواب مذکور ہے اور تیسری روایت میں ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ''شفاعت'' کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کے ایک گروہ کو ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کرے گا اور بعد میں نبی علیہ السلام کی سفارش پر انہیں جہنم سے نکال لے گا' یہ سن کر یزید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے درمیان مذکورہ سوال جواب ہوئے۔

(مسند حصکفی کتاب الایمان، باب مَا جَاءَ فِي الشَّفَاعَةِ حدیث نمبر ۲۳، ص ۱۰۳)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ ذکر کیا ہے لیکن حدیث کا مفہوم ویسا ہی ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد ۱ ص ۱۰۷ باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدین من

النار (مكتبة الحسن)

(۲) سنن دارمی جلد۱ ص ۲۷

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں جن کے حالات گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی یزید بن صہیب فقیر ہیں۔ یہ امام صاحب کے استاد ہیں ابوعثمان ان کی کنیت ہے اور فقیر کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ثقہ ہیں۔ (تقریب جلد۲ ص ۳۲۶، قدیمی)

یہ سوائے ترمذی کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ لفظ فقیر "فقر" سے نہیں بلکہ فقار سے نکلا ہے جس کا معنی ہے ریڑھ کی ہڈی ان کی ریڑھ کی ہڈی میں بہت تکلیف رہتی تھی جس کی وجہ سے ان کی کمر جھک گئی تھی اس لیے انہیں فقیر کہا جاتا ہے۔ یزید بن صہیب کو ابن معین، ابوزرعہ اور نسائی نے ثقہ کہا ہے۔ یزید بن صہیب نے جابر بن عبداللہ، ابوسعید خدری اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اور یزید بن صہیب سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد۱۱ ص ۳۳۸، مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

حدیث کی سند میں تیسرے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے نیک مقربین بندوں کو اجازت دے گا کہ وہ گنہگار لوگوں کی شفاعت کریں۔ شفاعت کی تمام اقسام علی الاطلاق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہے۔

شفاعت کی اقسام:

(۱) شفاعتِ کبریٰ یہ تمام مخلوق کے حق میں حساب و کتاب شروع کرنے سے متعلق ہو

گی۔ یہ مقامِ محمود ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے خاص ہے۔

(۲) جنت میں بلا حساب وکتاب داخلہ ملنا یہ شفاعت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔

(۳) یہ وہ شفاعت ہے جس سے لوگ جنت میں جائیں گے۔

(۴) مستحقین دوزخ شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔

(۵) رفع درجات اور اعزاز اکرام میں اضافے کے لیے شفاعت کی جائے گی۔

(۶) دوزخ میں پہنچ جانے والوں کو شفاعت کی وجہ سے دوزخ سے نکالا جائے گا یہ شفاعت ملائکہ، علماء، شہید سب کو میسر ہوگی۔

(۷) افتتاح جنت یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔

(۸) دائمی عذاب پانے والوں کو عذاب میں تخفیف کی شفاعت۔

(۹) اہل مدینہ کے لیے خصوصی شفاعت۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد۵ ص ۱۳۷ مکتبہ العلم)

(۸)......نمازِ عشاء میں پڑھی جانے والی سورت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَدِيٍّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ وَقَرَأَ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عدی سے وہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ''والتین والزیتون'' کی تلاوت فرمائی۔

(مسند حصکفی کتاب الصلٰوۃ، باب مَا جَاءَ فِي الْقِرَأَةِ فِي الْعِشَاءِ حدیث، نمبر ۱۰۲، ص ۱۹۸)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

اس کے حدیث کے دوسرے راوی عدی بن ثابت ہیں۔

عدی بن ثابت انصاری کوفہ کے رہنے والے ہیں ثقہ ہیں۔

(تقریب التہذیب جلد ا صفحہ ۶۶۸، قدیمی)

ابن حبان نے ثقات میں عدی بن ثابت کو تابعین میں شمار کیا ہے۔ ارشاد الساری میں ہے کہ عدی بن حاتم انصاری کوفی اور مشہور تابعی ہیں اور امام نسائی اور امام عجلی نے ثقہ کہا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عدی ثقہ راوی تھے۔ عدی بن ثابت ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ ابن حبان نے ثقہ کہا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ وہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔ شیخ عبدالحق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ عدی ثقہ ہیں تابعی ہیں۔

(تنسیق النظام ص ۱۷)

ملا علی قاری نے فرمایا کہ عدی اکابر تابعین میں سے ہیں۔

(تنسیق النظام فی مسند الامام ص ۱۷، مکتبہ المیزان لاہور)

عدی بن ثابت کی وفات ۱۱۶ھ میں ہوئی۔ (تقریب ۱/ ۶۶۸ قدیمی لاہور)

عبداللہ بن احمد، امام عجلی، نسائی نے عدی کو ثقہ کہا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۱۹۵ حیدرآباد دکن)

عدی بن ثابت نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور عدی سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ (تنسیق النظام ص ۱۷ مکتبہ المیزان)

اس حدیث کے تیسرے راوی حضرت براء رضی اللہ عنہ ہیں۔ پورا نام البراء بن عازب بن حارث بن الانصاری ہے خود بھی صحابی ہیں اور ان والد محترم بھی صحابی ہیں۔ کوفہ میں سکونت

اختیار کی وفات ان کی سن ۲۷۰ھ میں ہوئی۔ (تقریب ا/ص ۱۲۳، قدیمی)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری ۱۰۵/۱ باب الجهر فی العشاء، ۱۰۶، باب القراۃ فی العشاء

(۲) مسلم ۱۸۷/۱ باب القرأة فی العشاء (مکتبة الحسن)

(۳) ترمذی ۶۸/۱، باب ما جاء فی القرأة فی صلٰوة العشاء. (قدیمی کراچی)

(٤) سنن نسائی ۱۵۵/۱، القرأة فی العشاء بالتین والزیتون (قدیمی کراچی)

(۵) ابن ماجة ص۶۰، باب القرأة فی صلٰوة العشاء. (قدیمی کراچی)

شرح حدیث:

حدیث کی دیگر کتابوں میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں سورہ والشمس کی تلاوت فرماتے اور کبھی سورہ اعلیٰ کی اور مذکورہ حدیث میں موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ والتین کے تلاوت فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف مواقع پر مختلف سورتوں کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

(۹)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کا ذکر

اخبرنا ابو القاسم بن السمرقندی انا ابو القاسم بن القشیری انا ابو الحسین محمد بن عبدالرحمن بن جعفر بن خشنام نا ابو بکر أحمد بن محمد بن خالد بن جلی الکلاعی بحمص نا ابی محمد بن خالد بن جلی نا ابی عمر عن محمد بن خالد الوهبی عن

ابی حنیفة عن عثمان بن عبد الله عن أُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَتَتْنَا بِمُشَاقَةٍ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوْبَةً بِالْحِنَّاءِ.

ترجمہ:

ہمیں ابو القاسم بن السمر قندی نے خبر دی، ہمیں ابوالقاسم بن القشیر ی، ہمیں ابوالحسین محمد بن عبدالرحمٰن بن جعفر بن خشنام نے خبر دی، ہم سے ابوبکر احمد بن محمد بن خالد جلی الکلاعی نے حمص میں بیان کیا، ہم سے ہمارے والد محمد بن خالد بن جلی، ہم سے ہمارے والد عمر نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن خالد الوہبی، انہوں نے امام ابوحنیفہ، انہوں نے عثمان بن عبداللہ تابعی سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہندی سے خضاب شدہ موئے مبارک کا ایک گچھا لے کر آئیں۔ (ابن عساکر، تاریخ مدینه دمشق، ٤:١٦٧)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) بخاری جلد٢ ص٨٧٥، باب ما یذکر فی الشیب (مکتبة المیزان)

(٢) سنن ابن ماجة ص٢٥٨، باب الخضاب بالحناء (قدیمی)

(٣) مصنف ابن ابی شیبة حدیث نمبر ٥٠٦، باب الخضاب بالحناء

(٤) سنن ابی داؤد جلد٢ ص٥٧٨، باب الخضاب، باب فی خضاب الصفره (مکتبة الحسن)

(٥) سنن النسائی جلد٢ ص٢٧٧، ٢٧٨، باب الخضاب بالحناء والکتم (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں
اس حدیث کے دوسرے راوی عثمان بن عبداللہ ہیں۔ پورا نام عثمان بن عبداللہ بن موہب مدنی ہیں۔ آلِ طلحہ کے غلام تھے ثقہ ہیں۔ ان کی وفات سن ۱۶۰ھ میں ہوئی۔
(تقریب جلد۱ص۶۶۱ قدیمی)

عثمان بن عبداللہ بخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ (بخاری جلد۲ص ۸۷۵)
میں ان سے روایت موجود ہے۔ اس حدیث کے آخر میں ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے۔ ان کا اصل نام ہند تھا ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی کی بیٹی تھی۔ پہلا نکاح ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان کی وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا۔ کنیت ام سلمہ ہے۔ وفات ان کی سن ۶۲ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۲ص ۶۶۲ قدیمی)

ازواجِ مطہرات میں سب سے بعد میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ انتقال کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر ۸۴ سال کی تھی۔
(سیرت مصطفیٰ جلد۳ص ۳۰۲ مطبوعہ مکتبۃ العلم)

شرح حدیث:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ایک ڈبیہ میں محفوظ تھے۔ کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی بیمار ہوتا تو پانی بھیجتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک اس میں ڈال دیے جاتے لوگ وہ پانی استعمال کرتے تو ان کی برکت سے شفا مل جاتی۔ یہ تفصیل دیگر حدیث کی کتابوں مثلاً بخاری جلد۲ص ۸۷۵ میں موجود ہے۔ یہاں مذکورہ حدیث تفصیل سے موجود نہیں ہے اور ایک روایت کے آخر میں ہے کہ ان بالوں کو مہندی سے خضاب کیا ہوا تھا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگاتے تھے۔

یادر کھئے سیاہ رنگ کے علاوہ باقی خضاب لگانا جائز ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرخ مہندی سے خضاب کرتے تھے۔اور بعض زرد بھی کرتے تھے۔مہندی کے خضاب میں کئی احادیث وارد ہیں۔اور علماء فرماتے ہیں کہ مہندی کا خضاب علامات مومنین میں سے ہے اور تمام علماء کے ہاں یہ جائز ہے۔بعض فقہاء نے اس کو مستحب کہا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مہندی کا خضاب لگانا بالاتفاق مستحب ہے۔البتہ سیاہ رنگ کے خضاب میں فقہاء کا اختلاف ہے۔بعض دلائل کی بناء پر حنفیہ کے نزدیک ضرورتِ شرعیہ کی وجہ سے سیاہ خضاب لگانا جائز ہے۔مثلاً جہاد میں دشمنوں پر رعب ڈالنے کے لیے کوئی بوڑھا مجاہد خضاب لگاتا ہے یا بوڑھا شوہر جوان بیوی کے اطمینان کے لیے خضاب لگاتا ہے تو یہ بغیر کراہت جائز ہے۔البتہ عام حالات میں ضرورت شرعیہ کے بغیر سیاہ خضاب لگانا مختار قول کے مطابق مکروہ تحریمی ہے۔

(۱۰)......نظرِ بد کا دم کرنا

حدثنا احمد بن رسته قال ثنا محمد بن المغيرة قال ثنا الحكم عن زفر عن أبي حنيفة عن عبيد الله بن يزيد رفعه إلى عبدالله بن عمر أن أسماء بنت عميس رضي الله عنهما قالت: أَلاَ تَسْتَرْقِيْ لِإِبْنِ أَخِيْ مِنَ الْعَيْنِ؟ قَالَ: بَلٰى، لَوْ أَنَّ شَيْئًا سَبَقَ الْقَدَرَ نَسَبَقَهُ الْعَيْنُ.

ترجمہ:

ہم سے احمد بن رُستہ نے بیان کیا،انہوں نے کہا: ہم سے محمد بن المغیر ۃ،انہوں نے کہا: ہم سے الحکم نے بیان کیا،انہوں نے زفر،انہوں نے امام ابوحنیفہ،انہوں نے عبیداللہ بن یزید سے روایت کیا،وہ حضرت عبداللہ بن عمر سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا: کیا آپ اپنے بھتیجے کو نظرِ بد کا دم

نہیں کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کر سکتی تو ضرور نظر اس پر سبقت لے جاتی۔

(ابو الشیخ طبقات المحدثین بأصبهان، ٤: ١٥٧)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی سند سے نقل کیا ہے۔

(١) مسلم جلد ٢ ص٢١٩، باب الطب والمرض والرقی

(مكتبة الحسن لاهور)

(٢) جامع الترمذی جلد٢ ص٢٦، باب ماجاء فی رقية من العين (قديمی)

(٣) سنن ابن ماجة ص٢٥٠، باب من استرقی من العين (قديمی)

(٤) بخاری جلد٢ ص٨٥٤، باب رقية العين (مكتبة الميزان)

(٥) سنن ابی داؤد جلد٢ ص٥٤١، باب ماجاء فی العين (مكتبة الحسن)

شرح حدیث:

اس حدیث سے پتہ چلا کہ نظر کا لگ جانا حق ہے اور اس کا دم کروانا جائز ہے۔ اگر دم قرآنی آیات سے ہو تو جائز ہے اور اگر ایسے کلمات کے ذریعے سے ہو جس میں کفریہ شرکیہ الفاظ ہو تو اس طرح دم کرنا اور کروانا جائز نہیں ہے۔ حرام ہے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر بد کے لیے دم کرنے کا حکم دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ نظر بد کا اثر تیزی سے ہوتا ہے۔ اس کا ازالہ بھی تیزی سے ہونا چاہیے اور وہ دم سے ممکن ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

دوسرے راوی عبیداللہ بن یزید ہیں ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

تیسرے راوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کنیت ان کی ابوعبدالرحمٰن تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کے بارے میں بہت سخت تھے۔ان کی وفات سن ۷۳ھ کے شروع میں یا اس کے آخر میں ہوئی۔(تقریب جلد ا ص ۵۱۶ قدیمی)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ کسی چیز میں ان کو تھوڑا سا بھی کوئی شبہ پیدا ہوتا تو فوراً وہ چیز صدقہ کردیتے تھے۔(تنسیق النظام ص۲۹، مکتبة المیزان)

(۱۱)......حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَیِّدُ الشُّهَدَآءِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ثُمَّ رَجُلٌ دَخَلَ اِلٰى اِمَامٍ فَاَمَرَهٗ وَنَهَاهُ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عکرمہ سے وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سید الشہداء ہوں گے اور دوسرے نمبر پر وہ آدمی جو کسی حکمران کے پاس جا کر اسے اچھی باتوں کا حکم دے اور بری باتوں سے روکے۔

(مسند حصکفی کتاب الفضائل، باب مَا جَاءَ فِیْ فَضْلِ حَمْزَةَ، حدیث نمبر ۳۷۰)

تخریج حدیث:

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی یہ حدیث دوسری معتبر کتابوں میں بھی موجود ہے۔

(۱) مسند ابی حنیفة لابی نعیم اصبھانی ص۱۲۸

(۲) المعجم الاوسط للطبرانی جلد٥ ص٥٢

(۳) احکام القرآن للجصاص جلد١ ص٢٤

(٤) مستدرك حاكم جلد٢ ص١٩٥، جلد ٢ ص١١٩، ص١٢٠

(٥) مجمع الزوائد جلد٧ ص٢٦٦، ٢٧٢، جلد٩ ص٣٦٨

(٦) المعجم الكبير للطبرانی جلد٣ ص١٦٥

(٧) تاریخ بغداد جلد٦ ص٣٧٧، جلد ١١ ص٣٠٢

(٨) کنز للھندی حدیث نمبر ٣٣٢٦٣، ٣٣٢٦٤

(٩) الدر المنثور للسیوطی جلد٢ ص٩٧

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی کے حالات گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی امام صاحب کے استاد حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ امام صاحب نے عکرمہ سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ ایک حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی فضلیت کے متعلق اور دوسری سات ہڈیوں پہ سجدہ کرنے کے متعلق۔

(تنسیق النظام ص٧٤، مکتبہ المیزان)

پورا نام عکرمہ بن عبداللہ ہے یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ثقہ اور عالم بالتفسیر ہیں ان سے کوئی بدعت ثابت نہیں ہے۔ وفات ان کی سن ۱۰۷ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد۱ ص۶۸۵ قدیمی)

عثمان دارمی نے فرمایا کہ میں نے ابن معین سے کہا کہ آپ کے نزدیک عکرمہ زیادہ پسندیدہ ہے یا سعید بن جبیر تو ابن معین نے فرمایا کہ یہ دونوں ثقہ ہیں۔ امام عجلی نے عکرمہ کو ثقہ کہا ہے اور امام نسائی نے بھی عکرمہ کو ثقہ کہا ہے۔ ابن حاتم نے فرمایا کہ میں نے عکرمہ کے متعلق اپنے والد سے پوچھا کہ وہ کیسے راوی ہیں تو انہوں نے فرمایا عکرمہ تو ثقہ راوی ہیں۔

امام ابن حبان نے عکرمہ کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۲۷۰ مکتبہ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

عکرمہ نے ابن عباس، علی، ابو ہریرہ، جابر بن عبداللہ، ابو سعید خدری، عائشہ، حمنہ بنت جحش، صفوان بن امیہ، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۲۶۴ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

اس حدیث کی سند میں تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دعائیں دیں خاص طور پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو علم و حکمت تفقہ فی الدین اور علم تفسیر قرآن کی جو دعائیں زبانِ نبوت سے ملی ہے اس کی مثال اور کہیں مشکل سے ملے گی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیت الخلاء تشریف لے جانے کے وقت انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی رکھ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ پانی کس نے رکھا ہے انہوں نے عرض کیا میں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ کہ اے اللہ اسے دین میں فقاہت عطا فرما۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے سینے سے چمٹا کر یہ دعا دی۔ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ رضی اللہ عنہ کو حبر الامہ، ترجمان القرآن، بحر العلم، امام التفسیر جیسے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد ۵ ص ۸۲۷ مکتبہ العلم)

عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں ان کی پیدائش ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی اور وفات ان کی سن ۶۸ ھ میں طائف میں ہوئی۔ (تقریب جلد ۱ ص ۵۰۴ (قدیمی)

شرح حدیث:

اس حدیث میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا ذکر ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا ہیں اور رضاعی بھائی بھی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ثوبیہ کا دودھ پیا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جنگِ اُحد میں شہید ہوئے۔ اس حدیث سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت آشکار ہے اس لیے کہ آپ کو تمام شہداء میں سربلندی، سرداری نصیب ہوئی لیکن اس کے ساتھ ساتھ سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی سرداری بھی شہیدوں میں مسلّم ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم ص ۳۲۱، ترمیم واضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۱۲)......شبہات کی وجہ سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدْرَءُ وْالْحُدُوْدَ بِالشُّبْهَاتِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مقسم سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شبہ کی وجہ سے حد ساقط کر دیا کرو۔

(مسند حصکفی، باب اَلْحُدُوْدُ تَنْدَرِئُ بِالشُّبْهَاتِ حدیث نمبر ۲۱۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی سندوں سے نقل کیا ہے۔

(۱) جامع الترمذی جلد۱ ص۲٦۴، باب ماجاء فی درء الحدود (قدیمی)

(۲) مصنف ابن ابی شیبة جلد۵ ص۵۱۲، باب فی درء الحدود بالشبهات حدیث نمبر ۲۸۵۰۲

(۳) مستدرك حاكم جلد ٤ ص٤٢٦، حديث نمبر ۸۱٦۳

(٤) سنن دار قطنی جلد٢ ص٨٤، کتاب الحدود والدیات حدیث نمبر ٨

(٥) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد٨ ص٢٣٨، باب ماجاء فی درء الحدود بالشبهات ١٦٨٣٤

(٦) مسند ابی یعلیٰ جلد١١ ص٤٩٤، حدیث نمبر ٦٦١٨

(٧) سنن ابن ماجة ص١٨٣ باب ستر علی المؤمن ودفع الحدود بالشبهات (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ اس حدیث کے دوسرے راوی امام صاحب کے استاد مقسم رحمہ اللہ ہیں۔ پورا نام مقسم بن بجرہ ہے اوران کوابن نجدہ بھی کہا جاتا ہے۔ کنیت ان کی ابوالقاسم ہے عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں سچوں میں سے ہیں مرسل روایت کیا کرتے تھے۔ وفات ان کی سن ١٠١ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد٢ ص٢١١ (قدیمی)

مقسم رحمہ اللہ یہ عبداللہ بن حارث بن نوفل رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں ان کی نسبت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف بھی کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ زیادہ رہا کرتے تھے اس لیے لوگوں نے ان کا غلام سمجھ لیا سچوں میں سے ہیں ثقہ ہیں۔ (تنسیق النظام ص٨٥ (المیزان)

حدیث کے تیسرے راوی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

یہ حدیث مختلف الفاظ وعبارت سے کتب صحاح میں وارد ہے۔ بہرحال یہ مسئلہ اتفاقی

ہے کہ شبہات سے حدود ٹل جایا کرتی ہیں کہ جیسا کہ ترمذی، ابن ابی شیبہ، مستدرک حاکم وغیرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی قسم کی حدیث لائے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حد کو ٹالو اگر مسلمان کے لیے خلاصی کا کوئی پہلو دیکھو تو اس کو خلاصی دو۔ اس لیے فرمایا کہ حاکم کا معاف کرنے میں خطا کرنا سزا دینے میں خطا کرنے سے بہتر ہے۔ دار قطنی اور بیہقی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کی حدیث لائے ہیں کہ حدود کو ٹالو مگر حدود کے ثابت ہو جانے کے بعد امام کے لیے حدود کا ترک کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حدود کو ٹالو جہاں تک ٹالنے کا موقع مل سکے۔

(ماخوذ از شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز ص ۲۸۲)

(۱۳)......بیع سلم کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ جَبَلَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّلَمِ فِی النَّخْلِ حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُهٗ.

ترجمہ:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جبلہ سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے کھجور کی بیع سلم سے منع فرمایا تا آنکہ اس کا پکنا سامنے آ جائے۔

(مسند حصکفی، باب ما یجوز بیعه وما لا یجوز حدیث نمبر ۳۲۶)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۹۹، باب السلم فی النخل، باب السلم الی من لیس عندهٗ اصل (مکتبة المیزان)

(۲) مسند ابی داؤد طیالسی ص۲۶۲ (حدیث نمبر ۱۹٤۰)

(۳) سنن ابن ماجة ص۱٦٥، باب اذا اسلم فی نخل بعینہ لم یطلع (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۲ ص۲۲٥، باب السلف فی الثمار (قدیمی)

(٥) مسلم جلد ۲ ص۳۱، باب السلم (مکتبة الحسن)

(٦) سنن ابی داؤد جلد۲ ص٤۹۱، باب فی السلم فی ثمرة بعینها (مکتبة الحسن)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاد جبلہ بن سحیم ہیں۔ یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ جبلہ بن سحیم سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ثوری وغیرہما نے روایت کیا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جبلہ بن سحیم سے تین احادیث روایت کی ہیں۔

(تنسیق النظام ص٤٧ مکتبه المیزان)

جبلہ بن سحیم تیمی کوشیبانی ابوسریرہ اور ابوسریرہ کوفی بھی کہا جاتا ہے۔ جبلہ بن سحیم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، معاویہ رضی اللہ عنہ، ابن زبیر رضی اللہ عنہ حنظلہ انصاری امام مسجد قباء یہ صحابی ہیں سے روایت کیا ہے۔ اور ان سے ابواسحاق سبیعی، ابواسحاق شیبانی، شعبہ، ثوری، عوام بن حوشب وغیرہم نے روایت کیا ہے۔ ابن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ عجلی اور نسائی نے بھی ثقہ کہا ہے۔ ابوحاتم نے جبلہ کو ثقہ اور صالح الحدیث کہا ہے اور یعقوب بن سفیان نے بھی ثقہ کہا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد۲ ص٦١، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن، تہذیب الکمال جلد۴ ص۴۹۸، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

اس حدیث کی سند میں تیسرے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کی خرید وفروخت سے منع فرمایا جب تک کہ اس کا پکنا سامنے نہ آ جائے یعنی اگر درخت پر لگی ہوئی کھجور کو فروخت کیا جائے تو جائز نہیں۔ جب تک وہ اپنی مراد کو نہ پہنچ جائے۔ اگر اس کو درخت سے کاٹ کر بیچیں تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ایسی خرید وفروخت میں دھوکہ نہیں ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ٹونکی ص۳۰۰ محمد سعید اینڈ سنز)

(۱۴)......سجدہ میں اپنے بازوؤں کو نہ بچھائیں

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ جَبَلَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى فَلاَ يَفْتَرِشْ ذِرَاعِيْهِ اِفْتِرَاشَ الْكَلْبِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جبلہ بن سحیم سے وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص نماز پڑھے (تو سجدہ میں) اپنے بازو کتے کی طرح نہ پھیلائے۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب لاَ يَفْتَرِشْ ذِرَاعِيْهِ فِي السُّجُوْدِ، حدیث نمبر ۱۱۲)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۱۳، باب لايفترش ذراعيه في السجود. (الميزان)

(۲) مسلم جلد ۱ ص۱۹۳ باب الاعتدال في السجود (مكتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۶۳، باب الاعتدال في السجود (قديمي)

(٤) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۳۰، باب صفة السجود(اقرأ قرآن کمپنی)

(٥) جامع الترمذی جلد۱ ص۶۴، باب ماجاء فی الاعتدال فی السجود (قدیمی)

(٦) سنن النسائی جلد۱ ص۱٦٦، باب النھی عن بسط الذراعین فی السجود (قدیمی)

(۷) ابو عوانه جلد۱ ص۱۸۳، ۱۸٤

(۸) دارمی جلد۱ ص۳۰۲

(۹) بیھقی جلد۲ ص۱۱۳

(۱۰) مسند امام احمد جلد۲ ص۱۰۹، ۱۱۵، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۹۱، ۲۰۲

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے تینوں راویوں کے حالات گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں بازوؤں کو پھیلانے سے منع فرمایاہےاور دیگراحادیث میں ہے کہ اعتدلوا فی السجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں اعتدال کا حکم دیا ہے کہ سجدہ میں اعتدال کرو وہ اس طرح کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر زمین پر کانوں کے برابر رکھا جائے۔ پیٹ کو رانوں سے جدا رکھا جائے۔ دونوں کہنیوں کو زمین سے اٹھا کر رکھا جائے۔ دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے جدا رکھا جائے اور پھر اطمینان کے ساتھ تسبیحات پڑھی جائیں یہی مراد ہے اعتدال فی السجود سے اور کتے کی طرح ہاتھوں کو پھیلانے سے مذکورہ حدیث میں منع کیا گیا ہے۔ کتا جب زمین پر اپنے سینے پر بیٹھتا ہے تو سامنے والی ٹانگوں کو زمین پر پھیلا کر عجیب طریقہ سے بیٹھتا ہے۔ اس سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے غفلت اور سستی پیدا ہو جاتی ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد۱ ص۳۰۷ مکتبہ العلم)

(۱۵)......محرم کا قربانی کے جانور پر سوار ہونا

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَبْدِ الْکَرِیْمِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلاً یَسُوْقُ بَدْنَةً فَقَالَ ارْکَبْھَا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ عبدالکریم سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک آدمی کو دیکھا جو اونٹ کو ہانکتا چلا جارہا تھا اس سے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جاؤ۔

(مسند حصکفی باب الرُّکُوْبِ عَلَی الْبُدَنِ لِلْمُحْرِمِ حدیث نمبر ۲۵۲)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے کچھ الفاظ کی زیادتی کے ساتھ۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۲۹، باب رکوب البدن (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۴۲۵، ۴۲۶، باب جواز رکوب البدنة المهداة لمن اخراج الیها (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۸۱، باب ماجاء فی رکوب البدنة (قدیمی)

(۴) سنن ابن ماجة ص۲۲۴، باب رکوب البدن (قدیمی)

(۵) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۴۵، باب رکوب البدن (اقرأ قرآن کمپنی)

(۶) سنن نسائی جلد۲ ص۲۱، ۲۲، باب رکوب البدنة (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

سند کے دوسرے راوی امام صاحب کے استاد عبدالکریم ہیں پورا نام عبدالکریم بن ابی مخارق ہے۔عبدالکریم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور عمر بن سعید بن عاص اور طاؤس اور حسان بن بلال، حبان بن جزء، عبداللہ بن حارث بن نوفل، عبیداللہ بن عبید بن عمیر المزنی، مجاہد بن جبیر، نافع مولیٰ ابن عمر، ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور ابوزبیر وغیرہ سے روایت کیا ہے اور عبدالکریم ابن ابی مخارق سے عطاء، مجاہد حالانکہ یہ دونوں عبدالکریم کے شیوخ میں سے ہیں۔ محمد بن اسحاق، ابوسعد بقال، ابن جریج، ابوحنیفہ، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی یعلی، امام مالک، ابن عیینہ وغیرہ سے روایت کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۶ ص ۳۷۶، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

عبدالکریم بن ابی مخارق متکلم فیہ راوی ہے:

اگرچہ بعض محدثین نے عبدالکریم بن ابی مخارق پر جرح کی ہے لیکن یہ جرح مبہم ہے۔

(تنسیق النظام ص ۶۷ مکتبہ المیزان)

ہمارے نزدیک عبدالکریم ثقہ راوی ہے اگر یہ ثقہ نہ ہوتے تو امام ابوحنیفہ، عطاء، مجاہد اور امام مالک جیسے بڑے بڑے محدثین ان سے حدیثیں روایت نہ کرتے۔اور امام مالک کا ان سے روایت کرنا ان کے ثقہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ مسلم کے خطبہ میں ہے۔امام مسلم نے فرمایا کہ امام مالک صرف ثقات سے ہی روایت کرتے ہیں۔

(مقدمہ مسلم ص ۱۹ مکتبہ الحسن)

شارح مسلم امام نووی فرماتے ہیں کہ امام مالک نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ جس راوی کا ذکر میں نے اپنی کتاب میں کیا ہے وہ ثقہ ہے۔بس جس راوی کا ذکر ہم نے امام مالک کی کتاب میں پایا تو ہم نے اس بات کا حکم لگایا ہے کہ وہ امام مالک کے نزدیک ثقہ ہے۔(شرح مسلم للنووی ص ۱۹ مکتبہ الحسن)

لہٰذا امام صاحب کی یہ حدیث قابلِ قبول قابلِ حجت ہے۔حدیث کی سند میں تیسرے

راوی حضرت انس بن مالک ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

عبدالکریم بن مخارق کی وفات سن ۱۲۹ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد۱ ص۶۱۲، قدیمی، تنسیق النظام ص ٦٦ مکتبہ المیزان)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ صرف ثقہ راویوں سے ہی روایت کرتے ہیں۔

(تهذيب التهذيب جلد۹ ص٤٤٢، مطبوعه مجلس دائرة المعارف النظاميه حيدر آباد دكن)

اس حدیث کی سند کے تیسرے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے جانور پر سوار ہونا درست ہے مگر بعض کہتے ہیں اگر جانور نقصان نہ کرے تو سوار ہو جاؤ جب کہ حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر ضرورت پڑے تو سواری کرلو اور اگر ضرورت نہ پڑے تو سواری نہ کرو تو جن روایتوں میں مطلقاً سوار ہونے کا حکم آیا ہے تو وہ ضرورت پر محمول ہیں۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد۲ ص ۵۶۷ مکتبۃ العلم)

(۱۶)......شفعہ کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ اَرَادَ سَعْدٌ بَيْعَ دَارِهٖ فَقَالَ لِجَارِهٖ خُذْهَا بِسَبْعِمِائَةٍ فَاِنِّيْ قَدْ اُعْطِيْتُ بِهَا ثَمَانَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَلٰكِنْ اَعْطَيْتُكَهَا لِاَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَتِهٖ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبدالکریم سے وہ مسور بن مخرمہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر بیچنے کا ارادہ کیا، تو اپنے پڑوسی سے فرمایا کہ اسے سات سو درہم کے عوض خرید لو، اگر چہ مجھے اس کے آٹھ سو درہم مل رہے ہیں، لیکن میں تمہیں صرف اس لیے دے رہا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پڑوسی شفعہ کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الشفعة حدیث نمبر ۲۵۰)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔ اگر چہ متن حدیث میں کچھ کمی زیادتی ہے لیکن مسئلہ ومفہوم بعینہ وہی ہے جو امام صاحب نے حدیث نقل کی ہے۔

(۱) بخاری جلد ۱ ص ۳۰۰، باب عرض الشفعة علی صاحبها. (مكتبة الميزان)

(۲) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۴۹٦، باب فی الشفعة (مكتبة الحسن)

(۳) مسند امام احمد جلد۲ ص۳۰۲

(٤) صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۵۱۸۰

(۵) سنن ابن ماجة ص۱۷۹، باب الشفعة بالجوار (قدیمی)

(٦) سنن النسائی جلد۲ ص۲۳٤، باب الشفعة واحکامها (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی عبدالکریم ہیں ان کا ذکر بھی گزر چکا ہے۔ تیسرے راوی مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ پورا نام مسور بن مخرمہ بن نوفل بن اھیب بن عبد مناف بن زہرہ ہے۔ ابوعبد الرحمٰن ان کی کنیت ہے۔ مسور بن مخرمہ خود بھی صحابی ہیں اور ان کے والد مخرمہ بن نوفل بھی صحابی ہیں۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی وفات سن ٦۴ ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۲ ص۱۸۴ قدیمی)

شرح حدیث:

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شفعہ کا ہمسایہ زیادہ حق دار ہے یعنی جب وہ ہمسایہ قریب اور متصل ہو تو اس کو شفعہ کا زیادہ حق پہنچتا ہے۔ اس حدیث سے واضح طور پر حنفیہ کا مسلک ثابت ہوتا ہے کہ پڑوسی کو بھی حق شفعہ حاصل ہے۔

(۱۷)......حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بُشِّرَتْ خَدِيْجَةُ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ لَاصَخَبَ فِيْهَا وَلَا نَصَبَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن سعید سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے جنت میں ایسے گھر کی بشارت دی گئی جس میں کوئی شور اور کسی قسم کی تھکاوٹ نہ ہوگی۔

(مسند حصکفی کتاب الفضائل، باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ خَدِيْجَةَ حديث نمبر ۳۷۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد ۱ ص۵۳۹، باب تزويج النبي صلى الله عليه وسلم خديجة وفضلها. (مكتبة الميزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۲۸٤ باب من فضائل خديجة رضي الله عنها (مكتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۲ ص۲۲۷، باب فضل خديجة (قديمی)

(٤) مسند امام احمد جلد۱ ص۲۰۵، جلد۹، ص۲۷۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی ثقہ ہیں، حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان دونوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ سند میں دوسرے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد یحییٰ بن سعید ہیں پورا نام یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو انصاری ہے ابوسعید کنیت ہے قاضی مدینہ ہیں۔ یحییٰ بن سعید نے انس بن مالک، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ، محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ امام ابن سعد نے فرمایا کہ یحییٰ ثقہ کثیر الحدیث تھے۔ نسائی، ابوحاتم، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، ابوزرعہ وغیرہ نے یحییٰ کو ثقہ کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن، تہذیب الکمال جلد ۳۱ ص ۳۵۶ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۲۳، باب وقت الجمعۃ اذا زالت الشمس میں یحییٰ بن سعید کی روایت موجود ہے۔ اور یحییٰ بن سعید سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ حدیث سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے بارے میں حضرت انس کے طرق سے روایت کیا ہے۔ (تنسیق النظام ص ۹۰ مکبتۃ المیزان)

یحییٰ بن سعید کی وفات سن ۱۴۴ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد ۲ ص ۳۰۳ قدیمی)

شرح حدیث:

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اپنا سلام بھیجا اور جنت میں موتیوں کے محل کی خوشخبری دی۔ مختلف روایات میں حضرت مریم، حضرت آسیہ، حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن کو تمام عورتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ان کے احسانات ان کی خدمات کا ذکر ان کی وفات کے بعد بھی اکثر کیا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے تذکرے کی وجہ سے مجھے ان پر بہت رشک آتا تھا اور اسی احسان شناسی کے جذبہ کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات بکری ذبح کر کے اس کا گوشت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تعلق رکھنے والی سہیلیوں کے پاس بھیجتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب فطری جذبہ کی وجہ سے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر بکثرت کرتے ہیں جیسے اس دنیا میں ان کے علاوہ کوئی عورت ہی نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدیجہ ایسی تھی ویسی تھی یعنی ان کے فضائل وخصوصیات بیان فرمائیں اور یہ فرمایا کہ ان سے میری اولاد بھی ہوئی۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد ۵ ص ۷۹۸، کتاب المناقب مکتبہ العلم)

(۱۸)......امت مسلمہ کے فضائل

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَّسْجُدُوْا سَجَدَتْ اُمَّتِیْ مَرَّتَيْنِ قَبْلَ الْاُمَمِ طَوِيْلاً قَالَ فَيُقَالُ اِرْفَعُوْا رُؤُوْسَكُمْ فَقَدْ جَعَلْتُ عَدُوَّكُمُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى فِدَائَكُمْ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ابی بردہ سے وہ اپنے والد (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو سب لوگوں کو سجدہ کرنے کے لیے بلایا جائے گا لیکن کفار سجدہ نہیں کر سکیں گے اور میری امت دوسری امتوں سے پہلے دو مرتبہ طویل سجدہ کر چکی ہوگی، ان سے کہا جائے گا اپنے سر اٹھاؤ' میں نے تمہارے دشمن یہود و نصاریٰ کو جہنم کی آگ سے تمہارا فدیہ مقرر کر دیا ہے۔

(مسند حصکفی کتاب فضل امته صلی الله علیه وسلم حدیث نمبر ۳۲۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد ۲ ص۲۹۰ باب فی سعة رحمة اللہ تعالٰی علی المومنین (مکتبة الحسن)

(۲) سنن ابن ماجة ص۳۱۷ باب صفة امة محمد صلی اللہ علیه وسلم (قدیمی)

(۳) مسند امام احمد جلد٤ ص٤١٠، ٤٠٨

(٤) تفسیر ابن کثیر جلد٥ ص٤٥٩

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں تینوں راوی ثقہ ہیں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی ابو بردہ رحمہ اللہ ہیں یہ امام ابوحنیفہ کے استاد ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے امت مسلمہ کے فضائل کے متعلق ان سے براہِ راست حدیث روایت کیا ہیں۔(تنسیق النظام ص٦٢ متکبة المیزان)

بعض نے کہا کہ ابو بردہ کا اصل نام عامر ہے اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے۔ابو بردہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ابو بردہ نے اپنے والد حضرت ابوموسیٰ اشعری، علی، حذیفہ، عبداللہ بن سلام، عائشہ، ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ ابن اسعد نے فرمایا کہ وہ ثقہ کثیر الحدیث تھے۔امام عجلی نے انہیں ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔امام عجلی نے فرمایا کہ قاضی شریح کے بعد کوفہ کے قاضی ابو بردہ تھے۔(تہذیب التہذیب جلد١٢ص ١٨ مطبوعہ مجلس دائرة المعارف حیدرآباد دکن)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وفات ان کی سن ١٠٤ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد٢ص ٣٦٠ قدیمی، تہذیب التہذیب جلد١٢ص ١٨ حیدرآباد دکن)

ابو بردہ ائمہ صحاحِ ستہ کے رواہ میں سے ہیں۔ مسلم جلد ۲ ص ۳۹۰ میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حدیث نقل کی ہے۔ اس حدیث کی سند میں تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کا اصل نام عبداللہ بن قیس ہے لیکن اپنی کنیت ابو موسیٰ کے ساتھ مشہور ہیں۔ اشعر علاقہ حجاز کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں مدینہ سے ملک شام جاتے ہوئے راستہ میں یہ پہاڑ پڑتا ہے اسی کے قریب قبیلہ اشعر کا مسکن تھا۔ حضرت عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو علم کا منتہیٰ ہیں ان میں حضرت ابو موسیٰ بھی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا تھا۔ دورِ صدیقی میں بھی یمن ہی میں رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ کا حاکم بنایا پھر چار سال تک بصرہ کے گورنر رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا کوئی حاکم ایک سال سے زیادہ کسی جگہ نہیں رہا البتہ ابو موسیٰ چار سال بصرہ کے گورنر رہے۔ اہل بصرہ ان سے بہت خوش تھے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بصرہ میں کوئی حاکم بھی اہل بصرہ کے لیے ان سے بہتر نہیں آیا۔ آپ کی وفات س ۵۲ ھ میں مکہ میں ہوئی۔

(ماخوذ از مظاہر حق جلد ۵ ص ۸۲۱ مکتبۃ العلم)

شرح حدیث:

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام لوگوں کو سجدہ کرنے کے لیے بلایا جائے گا تو کافر لوگ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ نہیں کر سکیں گے اور امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہوگی کہ تمام نبیوں کی امتوں سے پہلے دو سجدے کرے گی اور بہت طویل سجدے کرے گی اور سجدے میں خوب اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی جائے گی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے گا کہ تم اپنا سر اٹھالو کیونکہ یہود و نصاریٰ کو تمہارا فدیہ مقرر کر دیا گیا یعنی یہود و نصاریٰ کو جہنم میں ڈال دیا گیا اور دوگنا عذاب دیا جائے گا اور تمہیں جہنم کے عذاب سے بچا لیا گیا ہے۔ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شان صرف نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملی ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اس شرف سے نوازا اور اس فخر سے ممتاز فرمایا کہ ان کے دشمن اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کو دوزخ کی آگ کے لیے ان کا بدل و عوض ٹھہرایا اور اس کو ان کا فدیہ قرار دیا۔

(ماخوذ از شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص ۳۳۶، اضافہ و ترمیم مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۱۹)...... یہ امت کس طرح فنا ہوگی؟

اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ مَرْحُوْمَۃٌ عَذَابُھَا بِاَیْدِیْھَا فِی الدُّنْیَا ــ وَزَادَ فِیْ رِوَایَۃٍ بِالْقَتْلِ ــ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی بردہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت 'امتِ مرحومہ ہے' اس کا عذابِ الٰہی اسی کے ہاتھوں دنیا میں ہو جائے گا' اور ایک رویت میں قتل کا لفظ زائد ہے۔

(مسند حصکفی کتاب فضل امة، باب کَیْفَ یَکُوْنُ فَنَاءَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ حدیث نمبر ۳۹۱)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابی داؤد، جلد۲ ص۵۸۸، باب ما یرجی فی القتل (مکتبة الحسن)

(۲) مستدرك حاكم جلد٤ ص ٤٤٤

(۳) مسند امام احمد جلد٤ ص٤١٠، ٤١٨

(٤) سنن ابن ماجة ص٣١٧، باب صفة امة محمد صلى الله عليه وسلم (قديمى)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے راوی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان دونوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث مرسل روایت کی ہے۔ اس لیے صحابی کا ذکر نہیں کیا۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت ٗامت مرحومہ ہے اس پر آخرت کا عذاب نہیں۔ البتہ اس کا عذاب دنیا میں فتنے ہیں زلزلے ہیں کشت وخون ہے یعنی آپس کی لڑائی ہے اور طرح طرح کی مصیبتیں ہیں۔ آخرت میں اللہ عذاب سے محفوظ رکھیں گے لیکن گناہوں کی وجہ سے دنیا میں طرح طرح کی مصیبتیں پریشانیاں، فتنہ و فساد کے ذریعے عذاب دیا جائے گا۔

(ماخوذ مسند امام اعظم اضافہ وترمیم از مولانا سعد ص ۳۲۷، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۰)......وراثت کے حصے ذوی الفروض کو دینے کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ طاؤس سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وراثت کے حصے ذوی الفروض میں تقسیم کر دیا کرو اور جو باقی بچے وہ قریبی مذکر شخص کو دے دیا کرو۔

(مسند حصکفی کتاب الوصایا، باب اِلْحَاقِ الْفَرَائِضِ بِاَھْلِھَا، حدیث نمبر ۵۱۷)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۲ ص۲٤ فصل الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فھو لاولٰی رجل ذکر (مکتبة الحسن)

(۲) سنن ابن ماجة ص۱۹۷، باب میراث العصبه (قدیمی)

(۳) بخاری جلد۲ ص۹۹۷، باب میراث الولد من ابیه وامه مکتبة المیزان

(٤) جامع الترمذی جلد۲ ص۳۰، باب ماجاء فی میراث العصبة (قدیمی)

(۵) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد٦ ص۲۳۸، ۲۳۹

(٦) مسند امام احمد جلد۱، ص۲۹۲، ۳۱۳

(۷) سنن ابی داؤد، جلد۲ ص٤۰۱، باب فی میراث العصبه (مکتبة الحسن)

(۸) طحاوی شرح معانی الآثار جلد۲ ص٤۲۵، ٤۲٦

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی امام صاحب کے استاد حضرت طاؤس ہیں یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے براہِ راست طاؤس سے روایت کیا ہے اور طاؤس نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (تنسیق النظام ص۵۹ المیزان)

طاؤس کا پورا نام طاؤس بن کیسان یمانی حمیری ہے۔ ابو عبدالرحمٰن ان کی کنیت ہے۔ طاؤس نے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو بن عاص، ابو ہریرہ، عائشہ، زید بن ثابت، زید بن ارقم، سراقہ بن مالک، صفوان بن امیہ وغیرہ سے روایت کیا ہے۔

(تهذيب التهذيب جلد۵ ص۸، ۹، مطبوعه دائرة المجلس حيدر آباد دكن)

اسحاق بن منصور نے ابن معین کے حوالہ سے طاؤس کو ثقہ کہا ہے۔ اور ابو زرعہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ (تهذيب التهذيب جلد۵ ص۹، حيدر آباد دكن)

ابن حجر نے تقریب میں بھی طاؤس کو ثقہ اور فقیہ کہا ہے۔

(تقریب جلد۱ ص۴۴۸ قدیمی)

وفات ان کی سن ۱۰۶ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۱ ص۴۴۸ قدیمی)

اس حدیث کی سند میں تیسرے راوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اصحاب الفروض یا ذوی الفروض وہ قرابت والے ہیں جن کے حصے مقرر ہیں اور جن کا ذکر کتاب اللہ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں آچکا ہے۔ یہ کل چھ حصے ہیں۔ نصف ربع، ثمن، ثلث، ثلثان، سدس۔ تو یہ حصے ان کے حق داروں کو دینے کے بعد کہ جن کا حصہ قرآن نے مقرر کیا ہے جو مال بچ جائے، تو مذکورہ حدیث میں فرمایا کہ وہ مال میت کے سب سے زیادہ قرابت دار مرد کو دے دیا جائے۔ مزید تفصیل کتب فرائض میں موجود ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔ (ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص۴۰۹ اضافہ ترمیم)

(۲۱)......سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَوْ غَیْرِہٖ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُوْحِيَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ طاؤس سے وہ کسی دوسرے صحابی سے یا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام پر یہ وحی بھیجی گئی کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کریں۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب مَا جَاءَ فِي السُّجُوْدِ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْضَاءٍ حدیث نمبر ۱۰۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے اپنی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۱۲، باب السجود علی سبعة اعظم (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۱۹۲، باب اعضاء السجود والنهی عن کف الشعر والثوب (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۶۲، باب ماجاء فی السجود علی سبعة اعضاء. (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۱ ص۱٦٦، باب السجود علی الیدین، ص۱٦٧، باب النهی عن کف الثیاب فی السجود (قدیمی)

(۵) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۲ ص۱۰۳ باب ماجا فی السجود علی الانف کتاب الصلوٰة

(٦) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۲۹، باب اعضاء السجود (مکتبة اقرا قرآن کمپنی)

(۷) مسند امام احمد جلد۱ ص۲۹۲، ۳۰۵

(۸) مسند سراج جلد۲ ص۳۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دوسرے راوی طاؤس رحمۃ اللہ علیہ اور تیسرے راوی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

متفق علیہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں سجدہ کروں سات ہڈیوں پر پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنوں اور ہر دو قدم کے اطراف پر۔ اسی حدیث کے لفظ اُمِــرْتُ (مجھے حکم دیا گیا ہے) کے پیش نظر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سجدہ میں ان تمام اعضاء کا زمین پر رکھنا فرض قرار دیا ہے۔

ہدایہ جلد ۱ ص ۱۰۸ کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ ہمارے (احناف کے) نزدیک ہاتھوں اور گھٹنوں کا زمین پر رکھنا سنت ہے یعنی فرض واجب نہیں۔ فرض اس لیے نہیں کہ نص قطعی میں مطلق سجدہ کا حکم ہے خبرِ واحد سے اس پر زیادتی جائز نہیں۔ واجب اس لیے کہ نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کو جب واجبات کی تلقین فرمائی تو ان میں ان اعضاء کا ذکر نہیں فرمایا۔ اس لیے لامحالہ امرت کا لفظ استحباب پر دلالت کرے گا نہ کہ فرضیت پر اور نہ ہی وجوب پر۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص ۱۴۴، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۲)...... جب آدمی مجلس میں آئے تو کہاں بیٹھے؟

اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ کُنَّا اِذَا آتَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَعَدْنَا حَیْثُ اِنْتَھَی الْمَجْلِسَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سماک سے وہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم جب نبی علیہ السلام کی مجلس میں حاضر ہوتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہی

بیٹھ جاتے تھے۔

(مسند حصکفی کتاب الادب، باب الرَّجلُ اَیْنَ یَقْعُدُ اِذَا اَتَی الْمَجْلِسَ حدیث نمبر ٤٦٦)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی سندوں سے نقل کیا ہے۔

(١) مسند احمد جلد٥ ص٩١، ٩٨، ١٠٧

(٢) تاریخ اصفهان جلد٢ ص٢٩٩

(٣) الکامل لابن عدی جلد٤، ص١٣٢٢، ١٢٢٧

(٤) سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی التعلق، حدیث نمبر ٤٨٢٥

(٥) ترمذی حدیث نمبر ٢٧٢٥

(٦) صحیح ابن حبان حدیث نمبر ٦٤٣٢

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی سماک بن حرب بن اوس بن خالس بچوں میں سے ہیں۔ کوفہ کے رہنے والے ہیں ابوالمغیرہ ان کی کنیت ہے۔ وفات ان کی سن ۱۲۳ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد۱ص۳۹۴ قدیمی)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سماک رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے اور ثقہ ہیں۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تنسیق النظام ص ٥٧ مکتبة المیزان)

سماک رحمۃ اللہ علیہ انس بن مالک، ثعلبہ بن حکم لیثی (له صحبته) جابر بن سمرہ، عبدالرحمن بن

عبداللہ بن مسعود، نعمان بن بشیر وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔
(تهذیب الکمال جلد۱۲ ص۱۱۵ مؤسسة الرسالة بیروت)
سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ، مسلم کے راوی ہیں۔ مسلم جلد۱ ص۲۳۵ میں امام مسلم نے سماک بن حرب کی روایت نقل کی ہے۔ اس حدیث کے تیسرے راوی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ پورا نام جابر بن سمرہ بن جنادہ رضی اللہ عنہ ہے۔ خود بھی صحابی ہیں اوران کے والد سمرہ بھی صحابی ہیں سکونت کوفہ میں اختیار کی، وفات ان کی سن ۷۰ ہجری میں ہوئی۔ **(تقریب جلد۱ ص۱۵۲ قدیمی)**

شرح حدیث:

اس حدیث میں ہے کہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جہاں جگہ پاتا بیٹھ جاتا لوگوں کے اوپر سے نہیں گزرتا اوراہل و جاہ کی طرح بڑائی کواختیار نہ کرتا کیونکہ وہ متکبرین کی علامت ہے۔ (مظاہر جلد۴ ص۴۲۱ مطبوعہ مکتبہ العلم)

شمائل ترمذی میں یوں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کی مجلس میں حاضر ہوتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہیں تشریف فرما ہوتے اوراسی عمل کا حکم دیتے۔ طبرانی و بیہقی حضرت شیبہ بن عثمان سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں شرکت کرے اوراس کوکوئی جگہ خالی ملے تو وہاں بیٹھ جائے ورنہ پھر جہاں بھی جگہ پائے وہاں بیٹھ جائے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم ازمولانا سعد حسن ص۳۷۴ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۳)......نمازِ فجر کے بعد اپنی جگہ بیٹھے رہنے کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الصُّبْحَ لَمْ يَبْرَحْ عَنْ مَكَانِهٖ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَتَبْيَضَّ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سماک سے وہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو سورج نکلنے اور اس کی روشنی کے پھیل جانے تک اپنی جگہ سے نہ ہٹتے تھے۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ وَجَلَسَ فِيْ مَكَانِهِ حدیث نمبر ۱۷۷)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص۲۳۵ باب فضل الجلوس فی مصلاۃ بعد الصبح (مکتبۃ الحسن)

(۲) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۳۰، باب ما ذکر مما یستحب من الجلوس فی المسجد (قدیمی)

(۳) سنن النسائی جلد ۱ ص۱۹۹، باب قعود الامام فی مصلاہ بعد التسلیم (قدیمی)

(٤) شرح السنہ جلد۲ ص۲۲۱، باب مایستحب من الجلوس فی المسجد بعد صلاۃ الصبح

(٥) مصنف عبدالرزاق باب الرجل یصلی الصبح ثم یقعد فی مجلسہ حدیث نمبر ۲۰۲٦

(٦) ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب صلاۃ الضحٰی حدیث نمبر ۱۲۹٤

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں دوسرے راوی سماک بن حرب رحمہ اللہ ہیں

اور تیسرے راوی صحابی رسول جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد مصلّٰی سے نہیں اٹھتے تھے سورج نکلنے تک۔اس دوران اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر واذکار کیا کرتے تھے اور سورج نکلنے کے بعد اشراق کی نماز پڑھتے جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مصلّٰی پر سے نہیں اٹھتے تھے یہاں تک کہ سورج نکل آتا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ اشراق کے لیے کھڑے ہو جاتے۔نمازِ فجر کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے رہنے اور سورج نکلنے تک ذکر واذکار اور اس کے بعد اشراق کی نماز پڑھنے کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جو شخص صبح کی نماز کے بعد اپنی جگہ پر طلوع آفتاب تک بیٹھا رہے یہاں تک کہ اس کے بعد اس نے نمازِ اشراق کی دو رکعتیں پڑھیں اور اس دوران اس نے صرف خیر و بھلائی کا کلام پڑھا (یعنی نمازِ فجر کے بعد سے لے کر طلوعِ آفتاب تک ذکر واذکار کرتا رہا) تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی کیوں نہ ہوں۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص ۱۸۹،اضافہ وترمیم مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۴)......تشہد کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی اسحاق سے وہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

ہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد اس طرح سکھایا کرتے تھے جس طرح قرآنِ کریم کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰة، باب التَّشَهُّدِ حديث نمبر ۱۱۷)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد ۱ ص۱۷٤، باب التشهد فی الصلوٰة (مكتبة الحسن)

(۲) سنن ابن ماجة ص٦٤ باب ماجاء فی التشهد (قديمى)

(۳) مسند احمد جلد۱ ص۳۱۵

(٤) سنن الكبرٰى للبيهقى جلد۱ ص۲۷۷

(۵) المعجم الكبير للطبرانی جلد۱۰ ص٦۱، ٦۵، ٦٦

(٦) الكامل جلد۱ ص۴۲۳، جلد ۱ ص۱۹٦

(۷) مصنف ابن ابی شيبة جلد۱ ص۲۹٤

(۸) جامع الترمذی جلد۱ ص٦۵، باب ماجاء فی التشهد (قديمى)

(۹) كتاب الآثار لابی یوسف ص۱۱۵، حدیث نمبر ۱۰۸

(۱۰) كتاب الآثار لامام محمد ص۱۰٦، حدیث نمبر ۷۷

(۱۱) مسند ابی حنيفة لابی نعيم اصبهانی ص۲۲۱

(۱۲) مسند ابی حنيفة لابن خسرو البلخی جلد۱ ص۲۲۳

(۱۳) سنن النسائی جلد۱ ص۱۷۵، باب نوع آخر من التشهد (قديمى)

(۱٤) سنن المجتبٰى جلد۲ ص٤۳، نوع آخر من التشهد

(۱۵) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۳۹ باب التشهد (مطبوعه اقرأ قرآن کمپنی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی ابواسحاق ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا اصل نام عمرو بن عبداللہ بن عبید ہمدانی ہے کنیت ان کی ابواسحاق سبیعی ہے۔ ثقہ اور عابد ہیں وفات ان کی ۱۲۹ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد اص ۳۹۷ قدیمی)

علامہ ابن حبان نے ابواسحاق سبیعی کو ثقات میں لکھا ہے اور تابعین میں شمار کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے اور ابواسحاق نے حضرت علی، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ابن عباس اور براء بن عازب، زید بن ارقم، ابوجحیفہ، ابن ابی اوفی وغیرہ کی زیارت کی ہے۔

(تنسیق النظام ص ۷۶ مکتبہ المیزان)

اس حدیث کے تیسرے راوی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

اس حدیث سے تشہد کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس اہتمام کے ساتھ قرآن کریم کی آیت اور سورت سکھایا کرتے تھے اتنے ہی اہتمام سے نماز میں تشہد کے کلمات بھی سکھایا کرتے تھے۔ اس حدیث سے تشہد کا واجب ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر یہ واجب نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا اہتمام نہ کرتے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم)

(۲۵)......گھریلو گدھوں کی حرمت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللهِ صَلّٰی

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَھْلِیَۃِ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی اسحاق سے وہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الاطعمة باب النَّهْيِ عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَةِ حديث نمبر ۲۹٦)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۲ ص۱٤۹، باب تحريم اكل لحم الحمر الانسية (مكتبة الحسن)

(۲) بخاری جلد۲ ص۸۲۹ باب لحوم الحمر الانسية (مكتبة الميزان)

(۳) جامع الترمذی جلد۲ ص۲ باب ماجاء فی لحوم الحمر الاهلية (قديمی)

(٤) سنن ابن ماجة ص۲۳۰، باب لحوم الاهلية (قديمی)

(۵) سنن النسائی جلد۲ ص۱۹۸، ۱۹۹، باب تحريم اكل لحوم الحمر الاهلية (قديمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۵۳٤، باب فی اكل لحوم الحمر الاهلية (مكتبة الحسن)

(۷) مسند احمد جلد۳ ص۳٦۱

(۸) مصنف عبدالرزاق جلد۵ ص۲٤۰

(۹) تاريخ بغداد جلد۷ ص۲٤۳

(۱۰) الكامل لعدی جلد۲ ص۷۹۸

(۱۱) التمهید لابن عبدالبر جلد۱۰ ص۶۹، ۱۲۲، ۱۲۶، ۱۲۸

(۱۲) مؤطا امام مالك ص۵۰۷ باب نكاح المتعة (مكتبة الحسن)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی ابواسحاق اور تیسرے راوی صحابی رسول براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

عرب میں گدھوں کی دو قسمیں مشہور تھیں۔ ایک کو پالتو گدھا کہا جاتا تھا اور دوسرے کو جنگلی گدھا، شروع میں دونوں قسم کے گدھے کا گوشت حلال تھا لیکن غزوۂ خیبر کے موقع پر پالتو گدھے کا گوشت حرام قرار دے دیا گیا۔ اس موقع پر متعہ کو بھی حرام قرار دیا گیا تھا۔ یہ بھی تقریباً چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے علاوہ ۱۳ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کل چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ (۲) حضرت ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ (۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ (۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ (۵) حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ (۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (۸) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (۹) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ (۱۰) حضرت علی رضی اللہ عنہ (۱۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (۱۲) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ (۱۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ (ماخوذ شرح مسند امام اعظم)

(۲۶)...... مشرکین کی اولاد کا کیا حکم ہے؟

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزِ الْاَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، قِيلَ فَمَنْ مَاتَ صَغِيرًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ہر بچہ فطرت صحیحہ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے اس کے بعد اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں' کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! جو بچے حالت صغرنی میں ہی فوت ہو جاتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ انہوں نے بڑے ہو کر جو کام سرانجام دینے تھے' اللہ کو ان کا زیادہ علم ہے۔

(مسند حصكفى كتاب الايمان، باب مَا جَاءَ فِي ذَرَارِيّ الْمُشْرِكِيْنَ حديث نمبر ٦)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) بخاری جلد١ ص١٨٥، باب ما قيل فى اولاد المشركين (مكتبة الميزان)

(٢) مسند احمد جلد٢ ص٣٩

(٣) مسلم جلد٢ ص٣٣٦، ٣٣٧، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة (مكتبة الحسن)

(٤) جامع الترمذى جلد٢ ص٣٥، باب ماجاء كل مولود يولد على الفطرة (قديمى)

(٥) والبيهقى جلد٩ ص١٢٠

(٦) مسند حميدى حديث نمبر ١١١٢

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی عبدالرحمٰن ہیں پورا نام عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج ہے کنیت ان کی ابوداؤد مدنی ہے۔ ربیعہ بن حارث کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ثقہ ہیں۔ وفات ان کی سن ۱۱۷ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۱ ص۵۹۴ (قدیمی)

عبدالرحمٰن بن ہرمز صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ امام احمد بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ہرمز مدنی تابعی ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ ابن خراش نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں۔

(تهذيب الكمال جلد٧ ص٤٧٠ مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت)

اور امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں لکھا ہے۔

(تنسيق النظام ص٦ مكتبة الميزان)

اس حدیث کے تیسرے راوی مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جمہور کے نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اصل نام عبدالرحمٰن ہے اور ان کے والد کا نام صخر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ۷۸ سال عمر پائی ہے۔ آپ کی وفات سن ۵۷ یا ۵۸ یا ۵۹ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۲ ص۴۸۳ھ قدیمی)

شرح مسلم میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ حدیث روایت کرنے والے صحابی ہیں۔ حافظ بقی بن مخلد اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مسند ابی ہریرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی (۵۳۷۴) حدیثیں ذکر کی ہیں۔ اتنی زیادہ حدیثیں کسی اور صحابی سے مروی نہیں ہے۔ (تنسیق النظام ص۳۹ مکتبہ المیزان)

شرح حدیث:

اس حدیث میں فطرت سے مراد طبع سلیم اور صلاحیت پسند طبیعت ہے۔ جو ہر بچہ ماں کے پیٹ سے لے کر پیدا ہوتا ہے۔ اس میں اچھائی اور برائی دونوں کی قابلیت ہوتی ہے۔

اگر یہ بچہ کفر و شرک کے اثرات سے پاک رہے تو اس میں ایمان کی قبولیت کی پوری صلاحیت رہتی ہے اور وہ بچہ بلوغت کی حد پر پہنچ کر ایمان کی صراطِ مستقیم پر خود بخود چل پڑتا ہے۔ بدقسمتی سے اگر اس بچے کو ماں باپ یہودی اور عیسائی مل گئے تو وہ اپنے اثرات سے اس بچے کی سادہ طبیعت کا رخ پلٹ دیتے ہیں اور اسے یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں۔ اسی نظریہ کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے۔ حدیث کا دوسرا حصہ ایک شدید اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کفار کے کم سن بچے جو بالغ ہونے سے پہلے بچپن میں ہی فوت ہو گئے ہوں تو وہ شریعت میں مومن شمار ہوتے ہیں یا کافر جنتی ہیں یا دوزخی۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کا معاملہ مشیت پر موقوف ہے۔ بیہقی نے اس قول کی نسبت امام شافعی کی طرف کی ہے کہ کافر کی اولاد کے بارے ان کی یہی رائے ہے۔ امام مالک سے کوئی صریح بات منقول نہیں ہے۔ البتہ امام مالک کے اصحاب نے تصریح کی ہے کہ مسلمان کے بچے جنت میں ہیں اور مشرکین کے بچے دوزخ میں ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ توقف کے قائل ہیں کیونکہ قطعی فیصلہ قرآن وحدیث میں کسی طرف نہیں دیا جا سکتا چنانچہ مذکورہ حدیث بھی امام صاحب کے موقف کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ مذکورہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ آئندہ زندگی میں کیا کرتے۔ نیکیاں کرتے کہ جنتی بنتے یا برائیاں کرتے اور دوزخی بنتے۔ مذکورہ حدیث کے مطابق جب تمام تر معاملہ اللہ کے علم پر موقوف ہے تو پھر کسی ایک جانب قطعی فیصلہ کی گنجائش نہیں رہی۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۴۲، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۷)......زمانے کی سختی کا نتیجہ کیا ہوگا؟

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَخْتَلِفُونَ إِلَى الْقُبُوْرِ، فَيَضَعُونَ بُطُونَهُمْ عَلَيْهِ، وَيَقُولُونَ وَدِدْنَا لَوْ كُنَّا

صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ، قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ يَكُونُ؟ قَالَ لِشِدَّةِ الزَّمَانِ وَكَثْرَةِ الْبَلَايَا وَالْفِتَنِ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبدالرحمٰن سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ وہ قبروں پر آ کر اپنے جسم ان پر رکھیں گے اور کہیں گے کہ کاش! ہم اس قبر والے کی جگہ ہوتے۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! ایسا کیوں ہوگا؟ فرمایا شدت زمانہ اور کثرتِ مصائب وفتن کی وجہ سے۔

(مسند حصکفی کتاب الفتن، باب مَا يَكُوْنُ لِشِدَّةِ الزَّمَنِ حديث نمبر ٤٩٩)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۲ ص۱۰۵٤، باب لا تقوم الساعة حتى يغبط اهل القبور (مكتبة الميزان)

(۲) مسلم جلد ۲ ص۳۹٤، باب فى تمنى الرجل حين تكثر الفتن (مكتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۲۰۲، باب شدة الزمان (قديمى)

(٤) مسند احمد جلد۲ ص۲۳٦

(۵) مؤطا امام جلد ۱ ص ۲۳۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی امام صاحب کے

استاد عبدالرحمٰن بن ہرمز ہیں اور تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو مرفوع روایت وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص قبر پر گزرے گا اور قبر پر لوٹے گا اور کہے گا کاش میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا۔ اور دین پورا آزمائش سے بھرا ہوگا۔ خدا کی پناہ یہ ایسی آزمائش کا دور ہوگا کہ انسان خود اپنے منہ سے اپنی موت کی طلب کرے گا مردوں پر رشک کرے گا اور یوں اپنی موت کو اپنی زندگی پر ترجیح دے گا۔ یاد رکھیے! دنیا کی محبت والفت انسان کی طبیعت میں پیوست ہے اور کسی وقت بھی اور کسی قیمت پر بھی انسان دنیا کو ہاتھ سے چھوڑنا گوارا نہیں کرتا مگر یہ اس وقت تک ہے جب تک دنیا کی زندگی آسائشوں اور راحتوں اور مسرتوں سے بھری ہوئی ہو اور پوری زمین اس کے لیے راحت کا گہوارہ ہو اور اگر یہی دنیا بجائے راحت وسکون کے مصیبت اور تکلیف و پریشانی کا گھر ہو تو انسان کو موت زندگی سے اچھی لگتی ہے اور بجائے زندگی کے موت میں راحت نظر آتی ہے یہ حدیث قیامت کی علامت کے متعلق ہے اور یہ علامت بھی پوری ہو چکی ہے اور آج ہر شخص اپنی آنکھ سے اس کا مشاہدہ کرسکتا ہے کہ آج دنیا میں اتنی پریشانیاں تکلیفیں فتنہ وفساد ہیں کہ ہر انسان زمانے کی ان سختیوں سے پریشان ہو کر زندگی کی بجائے موت کو ترجیح دے رہا ہے اور دنیا سے رخصت ہو جانے والوں کو اچھا سمجھتا ہے کہ دنیا کی ان جھنجھٹوں سے نجات پا کر وہی اچھے رہ گئے ہم ابھی تک ان ہی الجھنوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اب تو نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ لوگ زندگی کے بجائے موت کی تمنا کرنے لگے ہیں۔

(ماخوذ مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۳۹۷، ترمیم واضافہ، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۸)......متعہ کی حرمت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ زہری رحمۃ اللہ علیہ سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حارثی باب مَا جَاءَ فِیْ حُرْمَةِ الْمُتْعَةِ حدیث نمبر ۲۷۰)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے اپنی سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اگرچہ کچھ کتابوں میں الفاظ کی کمی وزیادتی ہے لیکن حدیث کا مفہوم ومعنی نفس مسئلہ بالکل وہی ہے جو مذکورہ حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص٤٥٢، باب نکاح المتعة وبیانه (مکتبة الحسن)

(۲) بخاری جلد۲ ص۸۳۰ باب لحوم الاحمر الانسیہ

(مکتبة المیزان)

(۳) سنن ابن ماجة ص۱٤۱ باب النهی عن نکاح المتعہ (قدیمی)

(٤) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۱۳ باب ما جاء فی نکاح المتعة

(قدیمی)

(٥) سنن النسائی جلد۲ ص۸۹ باب تحریم المتعة (قدیمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۸۳ باب فی نکاح المتعة

(اقرأ قرآن کمپنی)

(۷) مؤطا امام مالك ص۵۰۷ باب نكاح المتعة (مكتبة الحسن)

(۸) كتاب الآثار لابی یوسف ص۱۵۲ حديث نمبر ٤٩٩

(۹) مسند ابی حنيفة لابن خسرو البلخی جلد۲ ص۸۲۱ حديث نمبر ١٠٨٤

(۱۰) مسلم جلد ۲ ص۱٤۹ باب تحريم اكل لحم الحمر الانسية (مكتبة الحسن)

(۱۱) مسند ابی حنيفة لابی نعيم الاصبهانی ص۲۱٦

(۱۲) بخاری جلد۲ ص٦٠٦ باب غزوة خيبر (مكتبة الميزان)

(۱۳) كتاب الآثار لامام محمد حديث نمبر ۲۳۳

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ حدیث کے دوسرے راوی امام صاحب کے استاد حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ بخاری جلد۲ ص۸۳۰ میں امام بخاری نے امام زہری کی سند سے روایت نقل کی ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ان کا اصل نام محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب القرشی الزہری ہے۔ کنیت ان کی ابوبکر ہے۔ حافظ وفقیہہ ہیں۔ (تقریب جلد۲ ص۱۳۳ (قدیمی))

علامہ ابن حبان نے ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ امام ابن شہاب زہری مشہور جلیل قدر تابعی ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں: امام زہری محدثین فقہاء اور بڑے بڑے علماء میں سے ایک ہیں۔

(تنسيق النظام ص۸۲، ۸۳ مكتبة الميزان)

اس حدیث کے تیسرے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

متعہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص معین مدت تک باہمی رضامندی سے کسی قدر معاوضہ پر کسی عورت سے نکاح کرنا محض شہوت رانی کے لیے، اسی کو متعہ کہتے ہیں۔ خیبر سے پہلے مباح تھا۔ پھر جنگِ خیبر کے موقع پر حرام کیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ قیامت تک کے لیے حرام ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم، مزید تفصیل مسلم جلد ا ص ۴۵۰ میں موجود وہاں دیکھ لیا جائے)

(۲۹)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھنے والا جہنم میں جائے گا

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زُہری سے، وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔(جامع المسانید ج۱ حدیث نمبر ۱۰۸)

تخریج حدیث:

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۱، باب اثم من كذب على النبی صلى الله عليه وسلم (مكتبة الميزان)

(۲) بخاری جلد۱ ص۱۷۲، باب ما يكره من النياحة على الميت (مكتبة الميزان)

(٣) مسلم جلد١ ص٧، باب تغليظ الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم (قديمى)

(٤) سنن ابن ماجه ص٥، باب التغليظ فى تعمد الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم (قديمى)

(٥) جامع الترمذى جلد٢ ص٩٤، باب ماجاء فى تعظيم التكذيب على رسول الله صلى الله عليه وسلم (قديمى)

(٦) سنن ابو داؤد جلد٢ ص٥١٤، باب التشديد فى الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم (مكتبة الحسن)

(٧) مسند ابى حنيفة لابى نعيم الاصبهانى ص١٢٥، ١٩٥

(٨) مسند امام احمد بن حنبل جلد٣ ص٣٩ حديث نمبر ١١٣٦٢

(٩) مصنف ابن ابى شيبة جلد٥ ص٢٩٥ باب فى تعمد الكذب

(١٠) مصنف عبدالرزاق جلد١١ ص٢٦١، باب الكذب على النبى صلى الله عليه وسلم حديث نمبر ٢٠٤٩٤

(١١) مسند ابى يعلى جلد٢ ص٧، حديث نمبر ٩٣١

(١٢) دارمى جلد١ ص٨٨، باب التغليظ فى تعمد الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث نمبر ٢٣٤

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں دوسرے راوی امام زہری رحمہ اللہ ہیں اور تیسرے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر شدید وعید اور تنبیہ اور توبیخ

فرمائی ہے کہ آپ کی طرف کسی جھوٹی بات کی نسبت کرے اور بہتان لگائے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ جہنم کی آگ میں جلنے کے لیے تیار ہو جائے۔ اس لیے کہ ایسا بدبخت شخص جو صادق اور مصدوق ذات پر الزام اور افتراء اور اتہام کا ارتکاب کرتا ہے۔ تو وہ اسی سزا کا مستحق ہے کہ جہنم کی آگ میں ڈالا جائے اس مسئلہ میں تمام علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی ایسے قول اور عمل کی نسبت کرنا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، حرام اور گناہ ہے اور ایسا شخص سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔

(ماخوذ مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۸۸ مکتبۃ العلم)

(۳۰)......فجر کی نماز میں قرأت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمِسْعَرٌ عَنْ زِيَادٍ عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي إِحْدَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مسعر (دونوں) زیاد سے وہ حضرت قطبہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت قطبہ بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی دو میں سے ایک رکعت میں یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔ **وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ.**

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب مَا القراۃ فی الفجر، حدیث نمبر ۱۰۳)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی اسناد سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) جامع الترمذی جلد۱ ص۹۷، باب ماجاء فی القراۃ فی الصبح (قدیمی)

(۲) سنن ابن ماجة ص۵۹، باب القرأة فی صلوة الفجر (قديمی)

(۳) سنن النسائی جلد۱ ص۱۵۱، باب القرأة فی الصبح بقاف (قديمی)

(٤) مسلم جلد۱ ص۱۸٦، باب القرأة فی الصبح (مكتبة الحسن)

(٥) مصنف ابن ابی شيبة جلد۱ ص۳۵۳، باب ما يقرأ فی صلوٰة الفجر

(٦) مصنف عبدالرزاق، باب القرأة فی صلاة الصبح، حديث نمبر ۲۷۱۹

(۷) دارمی جلد۱ ص۲۹۷

(۸) صحيح ابو عوانه جلد۲ ص۱۵۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے امام صاحب کے استاد زیاد رحمۃ اللہ علیہ ہیں، پورا نام زیاد بن علاقہ ثعلبی ہے۔ ابو مالک کوفی ان کی کنیت ہے تیسرے طبقے کے ثقہ راوی ہیں وفات ان کی ۱۰۰ سال کی عمر میں ۱۳۵ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۱ ص۳۲۲ (قدیمی)

امام ابن معین اور امام نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے اور امام ابوحاتم نے ان کے بارے میں صدوق الحدیث کہا ہے۔ علامہ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام عجلی نے فرمایا کہ زیاد بن علاقہ ثقہ ہے۔ یعقوب بن سفیان کوفی نے ثقہ کہا ہے۔ ابن حبان نے فرمایا کہ زیاد بن علاقہ بن مالک ثعلبی کوفی یہ اسامہ بن شریک، جریر بن عبداللہ، مغیرہ بن شعبہ اور اپنے چچا قطبہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے امام ثوری، شعبہ اور بہت سے لوگوں نے روایت کیا ہے۔

(تنسيق النظام ص٥٤ مكتبة الميزان، تهذيب التهذيب جلد۲ ص۲۸۱، مطبوعه حيدر آباد دكن)

اس سند کے تیسرے راوی قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ قطبہ بن مالک ثعلبی رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی۔

(تقریب جلد۲ص۴۰ (قدیمی)

المغنی میں ہے کہ قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ یہ زیاد بن علاقہ بن مالک کے چچا ہیں ان سے صرف ان کے بھتیجے نے ہی روایت کیا ہے۔ (تنسیق النظام ص ۳۲، مکتبۃ المیزان)

شرح حدیث:

حدیث میں جس آیت کا ذکر کیا گیا ہے یہ چھبیسویں پارہ سورۃ ق کی آیت مبارکہ ہے۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف یہی سورۃ یا صرف یہی آیت فجر کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورت کی تلاوت بھی فرمایا کرتے تھے جس سورت کی یہ آیت ہے کیونکہ دوسری احادیث سے فجر کی نماز میں اس سورت یا آیت کے علاوہ بھی تلاوت کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ اسی قسم کی احادیث کے پیش نظر حنفیہ نے اس موضوع کی تمام روایات کو جمع کر کے مفصلات کے درمیان تین درجے بنائے ہیں۔

(۱) طوال مفصل: نمازِ فجر اور عشاء کی نماز میں سورت حجرات سے سورت بروج تک

(۲) اوساط مفصل: ظہر اور عصر کی نماز میں سورت بروج سے سورت زلزال تک

(۳) قصار مفصل: مغرب کی نماز میں سورۃ زلزال سے سورۃ الناس تک

(۳۱)......رات کے اکثر حصے میں قیام کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ زِیَادٍ عَنِ الْمُغِیرَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُومُ عَامَّةَ اللَّیْلِ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ أَلَیْسَ قَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ زیاد سے وہ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اکثر حصہ قیام فرماتے تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ورم آلود ہو جاتے' ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے سب گناہوں کو معاف نہیں فرمادیا؟ (یعنی اتنی محنت کا فائدہ کیا ہے جب کہ آپ کے تو سارے گناہ معاف ہو چکے؟) فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

(مسند حصکفی کتاب الصلٰوۃ، باب مَا جَاءَ فِی الْقِیَامِ عَامَّةَ اللَّیْلِ حدیث نمبر ۱۷۲)

تخریج حدیث:

اس روایت کو بھی حدیث کی دیگر کتابوں میں محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۵۲، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم (مکتبۃ المیزان)

(۲) بخاری جلد۲ ص۷۱۶، باب قولہ لیغفر اللہ لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر، ص۹۵۸، باب الصبر عن محارم اللہ (مکتبۃ المیزان)

(۳) مسلم جلد۲ ص۳۷۷، باب اکثار الاعمال والاجتھاد فی العبادۃ (مکتبۃ الحسن)

(٤) جامع الترمذی جلد۱ ص۹٤ باب ماجاء فی الاجتھاد فی الصلٰوۃ (قدیمی)

(۵) سنن النسائی جلد۱ ص۲٤٤، باب الاختلاف علی عائشۃ فی احیاء الیل (قدیمی)

(٦) سنن الکبریٰ للنسائی کتاب الغیر حدیث نمبر ٥٢١

(٧) سنن ابن ماجة ص١٠٣، باب ماجاء فی طول القیام فی الصلوٰة (قدیمی)

(٨) مسند امام احمد جلد٤ ص٢٥١، ٢٥٥

(٩) صحیح ابن حبان جلد١ ص٢٦٤، ٢٦٥، حدیث نمبر ٣١١

(١٠) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد٢ ص١٦، جلد٧، ص٣٩

(١١) شرح السنة للبغوی حدیث نمبر ٩٣١

(١٢) التمهید لابن عبد البر جلد٦ ص٢٢٣، ٢٢٤

(١٣) تاریخ بغداد جلد١٤ ص٣٠٦

(١٤) مسند حمیدی حدیث نمبر ٧٥٩

(١٥) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ٤٧٤٦

(١٦) صحیح ابن خزیمه حدیث نمبر ١١٨٢، ١١٨٣

(١٧) طیالسی حدیث نمبر ٦٩٣

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں دوسرے راوی زیاد بن علاقہ ہیں۔ان دونوں کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔حدیث کی سند میں تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ پورا نام مغیرہ بن شعبہ بن مسعود بن معتب ثقفی رضی اللہ عنہ ہے۔ مشہور صحابی ہیں حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور پہلے بصرہ پھر کوفہ پر امیر مقرر ہوئے۔ وفات ان کی صحیح قول کے مطابق سن ٥٠ھ میں ہوئی۔(تقریب جلد٢ص ٢٠٦)

ان سے عروہ بن زبیر، ابوادریس خولانی اور امام شعبی نے روایت کی ہے اور اسی طرح زیاد بن علاقہ بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔(تنسیق النظام ص٢٤ مکتبة المیزان)

شرح حدیث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی عبادت میں اس قدر طویل قیام کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پر ورم آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر عبادت کیوں کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کے سوال کا جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قدر اپنے احسان اور فضل سے نوازا ہے کہ میرے سب گناہ معاف کر دیئے گئے۔ مجھے ایسے مقام اور درجہ پر فائز کر دیا گیا ہے کہ اس سے بلند کوئی اور مقام نہیں تو میرا بھی حق ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اس قدر محنت اور مشقت سے کروں تا کہ میں اللہ کا شکر گزار بندہ بنوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا اصل مقصد اللہ کی شکر گزاری ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر انسان پر ہر وقت لازم ہے کیونکہ ہر نعمت پر شکر واجب ہے اور انسان پر ہر وقت نعمتوں کی بارش ہوتی ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۱ ص ۹۰۶ مکتبۃ العلم)

(۳۲)......نرمی کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ زِيَادٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ، قَالَ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الْعَبْدُ؟ قَالَ خُلُقٌ حَسَنٌ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ زیاد سے وہ اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا

کچھ دیہاتی لوگ سوال کرنے لگے کہ یارسول اللہ! انسان کو سب سے بہتر چیز کیا دی گئی ہے؟ فرمایا اخلاق حسنہ۔

(مسند حصکفی کتاب الادب، باب مَا جَاءَ فِی الرِّفْقِ حدیث نمبر ٤٥٤)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابن ماجة ص۲٤٥، باب ما انزل اللّٰہ داءً الا انزل اللہ له شفاء (قدیمی)

(۲) مسند احمد جلد٤ ص۲۷۸، ۲۸۵

(۳) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۹ ص۳٤۳، باب ماجاء فی اباحة التداوی

(٤) مستدرك حاکم جلد۱ ص۱۲۱، جلد٤ ص۱۹۹، ۳۹۹

(٥) التمهید لابن البر جلد٥ ص۲۸۲

(٦) المعجم الکبیر لطبرانی حدیث نمبر ١٤٦، ١٤٧، ١٤٨، ١٥٠، ١٥١

(۷) مسند حمیدی حدیث نمبر ۸۲٤

(۸) تهذیب تاریخ دمشق لابن عساکر جلد۲ ص۲۱۷

(۹) تاریخ اصبهان لابی نعیم جلد۱ ص۲٦٦، جلد۲ ص١٤

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے راوی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد زیاد بن علاقہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان دونوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسامہ بن شریک ثعلبی صحابی ہیں۔ صحیح قول کے مطابق ان سے

اکیلے زیاد بن علاقہ نے ہی روایت کیا ہے۔ (تقریب جلد ا ص ۲۶۷ قدیمی)

شرح حدیث:

عادت اور خصلت کی پاکیزگی وعمدگی دین میں چوٹی کا مرتبہ رکھتی ہے۔ بہت سی احادیثِ صحیحہ اس کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ حدیث مذکورہ سے بھی اسی بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ انسان کو اللہ کی طرف سے جو کچھ بہتر صفات وحسنات عطا ہوئے ہیں۔ ان میں حسنِ خلق (اچھے اخلاق) کو سب پر برتری اور فضیلت حاصل ہے۔ مسلم، ترمذی اور بخاری الادب المفرد میں نواس بن سمعان سے مرفوع روایت لائے ہیں کہ نیکی حسنِ خلق (اچھے اخلاق) کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹک پیدا کرے اور تو اس کو برا سمجھے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت لاتے ہیں کہ قیامت کے دن مومن کے ترازو میں سب سے بھاری چیز جو رکھی جائے گی۔ وہ حسن خلق (اچھے اخلاق) ہے اور اللہ تعالیٰ فحش کلام اور بے ہودہ گفتگو کرنے والے کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔ ابوداؤد میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً حدیث مروی ہے کہ مومن اپنی حسن اخلاقی کی وجہ سے شب بیدار اور ہمیشہ روزہ رکھنے والوں کے جیسا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ غرض اسی قسم کے مضمون کی بہت سے احادیث صحاح ستہ کی کتابوں میں مروی ہے جن سے حسن خلق کی بہت وقعت ومنزلت دل میں قائم ہوجاتی ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ۳۶۹ ترمیم واضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۳۳)......مجثمہ کی حرمت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُجَثَّمَةِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجثمہ سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الاطعمة، باب مَا يُنْهٰى عَنِ الْمُجَثَّمَةِ، حديث نمبر ٤٠٤)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) جامع الترمذی جلد۲ ص٤، باب ماجاء فی اکل لحوم الجلالة والبانها (قدیمی)

(۲) مسند امام احمد جلد۱ ص۲۲۱، ۲٤۱، ۳۳۹

(۳) سنن دارمی جلد۲ ص۸۹

(٤) بخاری جلد۲ ص۸۲۸، باب ما نکره من المثلة والمصبورة والمجثمة (مکتبة المیزان)

(٥) سنن النسائی جلد۲ ص۲۰۹، باب النهی عن المجثمة (قدیمی)

(٦) مصنف ابن شیبة جلد ٥ ص۳۹۷

(۷) مسلم جلد۲ ص۱٥۳، باب النهی عن صبر البهائم (مکتبة الحسن)

(۸) ابن ماجة ص۲۳۹، باب النهی عن صبر البهائم

نوٹ:

اگرچہ ان احادیث کی کتابوں میں الفاظ کی تبدیلی اور کمی زیادتی ہے۔ لیکن حدیث کا مفہوم ومعنی بعینہٖ وہی ہے جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی حدیث میں ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ دوسرے

راوی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد نافع ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نافع کی کنیت ابوعبداللہ مدنی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ تیسرے طبقہ کے ثقہ راوی ہیں۔ مشہور فقیہہ ہیں۔ وفات ان کی سن ۱۱۷ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد۲ص۲۳۹(قدیمی)

نافع ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: محمد بن سعد نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ وہ کثیر الحدیث ثقہ تھے۔ امام عجلی نے فرمایا کہ نافع مدنی تابعی ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن خراش اور امام نسائی نے بھی انہیں ثقہ کہا ہے۔

(تہذیب الکمال جلد۲۹ص۳۰۴مطبوعہ بیروت)

تیسرے راوی صحابی رسول عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

مجثمہ وہ جانور ہے جس کو سامنے باندھ کر تیر بازی کے لیے نشانہ بنایا جائے۔ ایسا جانور اگر مر جائے تو اس کا کھانا حرام ہے۔ مسلم جلد۲ص۱۵۳میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار چیز کو باندھ کر اس پر نشانہ لگائے۔ زمانہ جاہلیت میں اس کا بہت رواج تھا لیکن حیوانات کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کی ممانعت فرمائی ہے ممانعت بطور تحریم ہے۔ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں دو نقصان ہیں ایک اس فعل کے ذریعے کسی جاندار کو اذیت پہنچانا ہے جو کہ حرام ہے اور دوسرا اس فعل کے ذریعے مال کو ضائع کرنا ہے یہ بھی جائز نہیں ہے۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد۴ص۴۰ترمیم و اضافہ مطبوعہ مکتبہ العلم)

(۳۴)......کنواری لڑکیوں سے نکاح کی ترغیب کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكِحُوا الْجَوَارِيَ

الشَّبَابَ، فَإِنَّهُنَّ أَنْتَجُ أَرْحَامًا، وَأَطْيَبُ أَفْوَاهًا، وَأَعَزُّ أَخْلَاقًا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن دینار سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کنواری لڑکیوں سے نکاح کیا کرو، کیونکہ ان کا رحم مرد کے آب حیات کو زیادہ قبول کرتا ہے اور وہ خوشبودار منہ اور عمدہ اخلاق رکھتی ہیں۔

(مسند حصکفی باب الحث علی نکاح الابکار، حدیث نمبر ۲۵۹)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ اپنی سندوں سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابن ماجة ص۱۳٤، باب تزویج الابکار (قدیمی)

(۲) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۷ ص۸۱

(۳) مسند امام احمد جلد۲ ص۱۵۸

(٤) سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۲۰۵۰

(۵) سنن النسائی حدیث نمبر ۱۸٦۱

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اس حدیث کے دوسرے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ائمہ صحاحِ ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ پورا نام عبداللہ بن دینار عدوی مدنی ہے۔ کنیت ان کی ابوعبدالرحمٰن ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ثقہ ہیں وفات ان کی سن ۱۲۷ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۱ ص۴۹۰ قدیمی)

عبداللہ بن دینار نے ابن عمر، انس، سلیمان بن یسار وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ ابن معین، ابوزرعہ، ابوحاتم، محمد بن سعد اور نسائی نے عبداللہ کو ثقہ کہا ہے۔ امام عجلی نے بھی ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۲۰۱، ۲۰۲ حیدر آباد دکن)

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے عبداللہ بن دینار سے روایت کیا ہے۔

(تنسيق النظام ص ٦٤ مكتبة الميزان)

حدیث کی سند میں تیسرے راوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں ان کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی ہے کہ نکاح کے لیے سب سے بہتر کنواری لڑکی ہے۔ اس کی وجہ سے بیان فرمائی ہے کہ جوانی کی وجہ سے کنواری لڑکیوں کے رحم میں حرارت بہت ہوتی ہے جس کی وجہ سے نطفہ جلدی قرار پکڑتا ہے۔

دوسری وجہ یہ بیان فرمائی کہ کنواری لڑکی شیریں کلام ہوتی ہیں اور تہذیب وشرم وحیا اور ادب ان پر غالب ہوتا ہے۔ زبان سے میٹھی بات نکالتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے پہلے کسی خاوند کو دیکھا نہیں ہوتا۔

تیسری وجہ یہ بیان فرمائی کہ ان کے اخلاق پسندیدہ ہوتے ہیں۔ برتاؤ بہت خوشگوار ہوتا ہے میل جول دل پسند ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے ازدواجی زندگی بہت بہتر اور بہت اچھی گزرتی ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد ۳ ص ۲۷۴ مکتبہ العلم وشرح مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ص ۲۳۸ مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۳۵)......محرم کا لباس

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا،

قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَاذَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ، وَلَا الْعِمَامَةَ، وَلَا الْقَبَاءَ، وَلَا السَّرَاوِيلَ، وَلَا الْبَرَانِسَ، وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَعْلَانِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ بن دینار سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! محرم کس طرح کے کپڑے پہن سکتا ہے؟ فرمایا نہ قمیص پہن سکتا ہے اور نہ عمامہ، قباء، شلوار، ٹوپی اور نہ ہی کوئی ایسا کپڑا جسے ورس یا زعفران لگی ہوئی ہو اور جس شخص کے پاس جوتیاں نہ ہوں اسے موزے پہننے کی اجازت ہے لیکن اس چاہیے کہ انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔

(مسند حصکفی باب مَا يَلْبَسُهُ الْمُحْرِمُ حديث نمبر ۲۲۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۰۹، باب ما يلبس المحرم من الثياب (مكتبة الميزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۳۷۲، باب ما يباح المحرم بحج او عمرة لبسه ومالا يباح (مكتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۷۱، باب ما جاء فی لبس السراويل والخفين للمحرم، باب ما جاء في ما لايجوز للمحرم لبسه (قديمی)

(٤) سنن النسائی جلد۲ ص۸، باب النهی عن لبس السراويل فی الاحرام (قديمی)

(۵) سنن ابن ماجة ص۲۱۰، باب ما یلبس المحرم من الثیاب (قدیمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۵۳، باب ما یلبس المحرم

(مکتبة اقرا قرآن کمپنی)

(۷) مؤطا امام مالك ص۳۲۰، باب ینهی عنه من لبس الثیاب فی الاحرام (مکتبة الحسن)

(۸) طحاوی شرح معانی الآثار جلد۱ ص۳٦۸، باب ما یلبس المحرم من الثیاب، ص۳٦۹ باب لبس الثوب الذی قد مسه ورس او زعفران

(مطبع مجتبائی پاکستان)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ محرم سلا ہوا کپڑا نہ پہنے یہاں سے مراد معمول کے مطابق پہننا ہے کہ قمیص کی آستینوں میں ہاتھ ڈال کر اور پائچوں میں پاؤں ڈال کر پہننا مراد ہے؟ پس اگر کوئی محرم قمیص کو چادر کی طرح بدن پر ڈال لے یا شلوار کو تہبند کی طرح لپیٹ لے تو یہ محرم کے لیے منع نہیں ہے کیونکہ عادتاً شلوار قمیص ایسے نہیں پہنی جاتیں۔ برنس سے یہاں مطلقاً سر ڈھانپنے والا کپڑا مراد ہے مطلب محرم سر کو کپڑے چادر ٹوپی وغیرہ سے نہیں ڈھانک سکتا۔ ہاں اگر کوئی ایسی چیز ہو کہ عرف میں اس کو پہننا اور اوڑھنا نہ کہتے ہوں تو جائز ہے۔ مثلاً کوئی محرم سر پر گٹھڑی اٹھالے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ عادتاً اس طرح سر ڈھانپا نہیں جاتا اور ٹخنے سے اس جگہ مراد ہڈی ہے حنفیہ کے نزدیک وہ ہڈی مراد ہے جو پاؤں کے

درمیان میں ابھری ہوئی سخت ہڈی ہوتی ہے۔تو محرم کے لیےاس کا کھلا رکھنا ضروری ہے ڈھانپنا منع ہےاور امام شافعی کے نزدیک یہی ٹخنا مراد ہے۔جس کا وضو میں دھونا فرض ہے۔ محرم کا احرام کی حالت میں موزہ پہنانا یا ایسا جوتا پہننا جس کی وجہ سے پاؤں کے درمیان والی سخت ہڈی ڈھک جائے تو جائز نہیں ہے۔اور ورس ایک خاص قسم کی گھاس ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔مطلب یہ کہ کوئی محرم زعفران یا ورس میں رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے کیونکہ اس میں خوشبو ہوتی ہےاور خوشبو کا استعمال محرم کے لیے جائز نہیں ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۲ص۹۷۷مکتبہ العلم)

(۳۶)......دھوکے کی مذمت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ فِی الْبَیْعِ وَالشِّرَاءِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ عبداللہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خرید و فروخت میں دھوکہ دینے والا ہم میں سے نہیں ہے۔

(مسند حصکفی باب التشدید فی الغش حدیث نمبر ۳٤٦)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص۷۰، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا لیس منا (مکتبة الحسن)

(۲) جامع الترمذی جلد۱ ص۲٤٥، باب ماجاء فی کراھیة الغش فی

البیو ع (قدیمی)

(۳) سنن ابن ماجة ص١٦١، باب النهی عن الغش (قدیمی)

(٤) سنن ابی داؤد جلد٢ ص٤٨٩، باب فی النهی عن الغش (مکتبة الحسن)

(٥) مسند امام احمد جلد٢ ص٢٤٢

(٦) دارمی جلد٢ ص٢٤٨

(٧) سنن الکبرٰی للبیهقی جلد٥ ص٣٢٠

(٨) الترغیب والترهیب جلد٢ ص٢٣١

(٩) کنز العمال حدیث نمبر ١٢٥٣

(١٠) صحیح ابن حبان حدیث نمبر ٤٩٠٥

نوٹ:

امام مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے لفظ فی البیع والشراء کے بغیر روایت کیا ہے۔ باقی حدیث وہی ہے جو امام صاحب سے مروی ہے اور حدیث کا مفہوم و معنی بھی بعینہ وہی ہے جو امام صاحب سے مروی ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے راوی عبداللہ بن دینار ہیں اور تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

ہم میں سے نہ ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس میں ہم مسلمانوں جیسے اخلاق و عادات نہیں

ہے اور نہ وہ سنت اسلامی پر ہے۔ ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ غلہ کے ایک ڈھیر پر سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اندر اپنا ہاتھ ڈالا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں پانی سے تر ہو گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ کے مالک سے فرمایا۔ یہ تری کیسی اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بارش برسی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کو اوپر کیوں نہیں رکھا تا کہ لوگ اس کو دیکھ لیتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی کو دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۳۰۶ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

اور امام ترمذی نے فرمایا کہ اس باب میں یہ حدیث ابن عمر، ابو الحمراء، ابن عباس، بریدہ، ابو بردہ بن دینار اور حذیفہ بن یمان سے بھی مروی ہے اور حضرت ابو ہریرہ کی حدیث حسن اور صحیح ہے اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے اور انہوں نے دھوکہ دینے کو مکروہ (تحریمی) قرار دیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ دھوکہ دینا حرام ہے اور امام دارمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کی ہے اور اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ کے مالک کو ڈانٹا پھر فرمایا کہ دھوکہ دینا مسلمانوں کا طریقہ نہیں جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم سے نہیں ہے۔

(ماخوذ تنسیق النظام ص۱۷۲ مکتبہ المیزان)

(۳۷)...... بلال رضی اللہ عنہ کی اذان تمہیں سحری سے نہ روک دے

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَلَالًا یُنَادِی بِلَیْلٍ، فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى یُنَادِیَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ، فَإِنَّهُ یُؤَذِّنُ، وَقَدْ حَلَّتِ الصَّلَاةُ.

ترجمہ:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت عبداللہ

بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بلال رات کو سحری کی اذان دیتے ہیں اس لیے تم ان کی اذان کے بعد بھی کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے دیں کیونکہ وہ نماز کا وقت ہونے کے بعد اذان دیتے ہیں۔

(مسند حصکفی کتاب الصوم، باب لاَ یَمْنَعُکُمْ مِنْ سُحُوْرِکُمْ اذَانُ بِلاَلٍ حدیث نمبر ۲۰۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی سندوں سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد ۱ ص۸۷، باب الاذان بعد الفجر (مکتبه المیزان)

(۲) بخاری جلد۱ ص۲۵۷، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم لا یمنعکم من سحورکم اذان بلال (مکتبة المیزان)

(۳) مسلم جلد۱ ص۳۴۹، ۴۵۰، باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل (مکتبة الحسن)

(٤) مؤطا امام مالك ص ۵۸ باب قدر سحور من النداء (مکتبة الحسن)

(۵) المعجم الکبیر للطبرانی جلد٦ ص۱۷۲

(٦) تاریخ اصبهان لابی نعیم جلد۲ ص۲۸٤

(۷) طحاوی شرح معانی الآثار جلد۱ ص۸۲، باب التاذین للفجر ای وقت هو بعد طلوع الفجر ص۳۲٤ باب الوقت الذی یحرم فیه الطعام علی الصائم (مطبع مجتبائی پاکستان)

(۸) طبقات الکبریٰ لابن مسعود جلد۱ ص۱۵۲

(۹) شرح السنة للبغوی جلد۲ ص۲۹۹

(۱۰) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۳۲۰، باب وقت السحور (اقرا، قرآن کمپنی)

(١١) جامع الترمذی جلد١ ص١٥٠ باب ماجاء فی بیان الفجر (قدیمی)

(١٢) سنن النسائی جلد١ ص٣٠٥ باب کیف الفجر (قدیمی)

نوٹ:

امام ترمذی نے ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۰ میں اور ابوداؤد، نسائی وغیرہ نے اس حدیث کو الفاظ کی کمی وزیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے۔ لیکن مفہوم ومعنی بعینہ وہی ہے جو امام صاحب سے مروی ہے اور ابوداؤد، ترمذی، نسائی کی حدیث امام صاحب سے مروی اس حدیث کے لیے بطور شواہد کے ہے۔

(١٣) مسند امام احمد جلد٢ ص٦٢، ٦٤، ٧٣، ٧٩، ١٠٧، ١٢٣، جلد٦ ص٤٣٣

(١٤) جامع الترمذی جلد١ ص٥٠ باب ما جاء فی الاذان باللیل (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں دوسرے راوی عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

یہ انہیں الفاظ سے بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ میں موجود ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وقت سے پہلے نہ تو صبح کی اذان جائز ہے نہ کسی اور وقت کی۔

چنانچہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ شداد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ طلوع فجر سے پہلے اذان دے دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ پکار کر کہہ دیں کہ میں وقت سے غافل ہوگیا تھا کہ وقت سے پہلے اذان دے دی۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم صرف اس لیے دیا کہ لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جائے کہ لوگ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ اذان وقت سے پہلے دینا جائز ہے اور مذکورہ حدیث رمضان

المبارک کے بارے میں ہے۔ جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے کہ رمضان میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سحری کھانے کا ایک اعلان سا ہوتا تھا' نہ کہ نمازِ فجر کی اذان اور ابنِ ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان محض نمازِ فجر کے لیے ہوتی تھی جیسا کہ حدیث کے صاف واضح الفاظ اس مطلب کو واضح کررہے ہیں اور طلوع فجر کے بعد کھانا پینا کب جائز ہونے لگا؟ اگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان نمازِ فجر کے لیے اذان ہوتی جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کلوا واشربوا کے الفاظ نہ ارشاد فرماتے کیونکہ طلوع فجر کے بعد تو کھانا پینا جائز ہی نہیں۔ لہٰذا عمل جاننا اور کلوا واشربوا کے الفاظ سے نظر ہٹالینا حدیث کی غلط ترجمانی ہے۔ بہت ممکن ہے بلکہ بالکل قرینہ قیاس یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی غرض یہ ہو کہ بلال رضی اللہ عنہ چونکہ غلطی کرتے ہیں اس لیے سحری ختم کرنے کا مدار ان کی اذان پر نہ رکھو بلکہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان پر رکھو کیونکہ وہ نابینا تھے وہ اذان اس وقت دیتے جب بالکل صبح ہوجاتی اور لوگ ان سے کہتے کہ صبح ہوگئی ہے، صبح ہوگئی ہے۔ جیسا کہ مؤطا امام مالک رحمہ اللہ ص ۵۹ (مکتبۃ الحسن) میں ہے تو اس وقت البتہ کھانا پینا بند کردینا چاہیے۔

قارئین! اب آپ ذرا انصاف کو سامنے رکھ کر غور کیجیے کہ حدیث کو سمجھنے کا صحیح سلیقہ احناف کو حاصل ہے یا حدیث دانی کے دعویداروں کو؟

کیا اب بھی کسی کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ حنفی حدیث کو کیا سمجھیں، حنفیوں کے پاس تو محض رائے اور قیاس ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک الکذب الصریح۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۲۰۶، ترمیم و اضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۳۸)......استلام کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ مَا تَرَكْتُ

اسْتِلَامَ الْحَجَرِ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے جب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حجر کا استلام کرے ہوئے دیکھا ہے اس وقت سے استلام کو کبھی ترک نہیں کیا۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِلَامِ حدیث نمبر ۲٤۱)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی کتابوں میں اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۱۸، باب الرمل فی الحج والعمرة (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص٤۱۲، باب استحباب استلام الرکنین الیمانین فی الطواف (مکتبة الحسن)

(۳) سنن النسائی جلد۲ ص۳۸ باب مسح الرکنین الیمانین (قدیمی)

(٤) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۵۸، باب الاستلام الارکان (اقرا قرآن کمپنی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی امام صاحب کے استاد نافع رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجر اسود کو بوسہ دینے کا ذکر ہے۔ آپ

کا طریقہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اس کو ہاتھ لگاتے پھر بوسہ دیتے تھے۔ حجرِ اسود کو بوسہ دینا تمام ائمہ کے نزدیک سنت ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد ۲ ص ۲۴۷، مکتبہ العلم ترمیم و اضافہ)

(۳۹)......منکرینِ تقدیر کی مذمت

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ قَوْمٌ يَقُولُونَ لَا قَدَرَ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ مِنْهُ إِلَى الزَّنْدَقَةِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ، وَإِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ، وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تُشَيِّعُوهُمْ، فَإِنَّهُمْ شِيعَةُ الدَّجَّالِ وَمَجُوسُ هَذِهِ الْأُمَّةِ، وَحَقًّا عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى أَنْ يُلْحِقَهُمْ بِهِمْ فِي النَّارِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نافع سے روایت کرتے ہیں، وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جماعت ایسی بھی آئے گی جو تقدیر کو نہیں مانے گی پھر وہ زندقہ کی راہ پر چل پڑے گی۔ ایسے لوگوں سے جب تمہارا آمنا سامنا ہو تو انہیں سلام مت کہو اگر بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کے لیے نہ جاؤ۔ اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو یہ گروہِ دجال ہے اور یہ لوگ اس امت کے مجوسی ہیں۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ حکم طے ہو گیا ہے وہ انہیں جہنم میں مجوسیوں کے ساتھ اکٹھا کرے گا۔

(مسند حصکفی کتاب الایمان، باب مَا جَاءَ فِي اَهْلِ الْقَدْرِ حدیث نمبر ۱۹)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) سنن ابی داؤد جلد٢ ص٦٤٤، باب في القدر (مكتبة الحسن)

(٢) كامل لابن عدى جلد٣ ص١٠٦٨

(٣) مستدرك حاكم جلد١ ص٨٥

(٤) كشف الخفاء جلد١ ص٥٢٢، جلد٢ ص١١٩

(٥) تاريخ ابن عساكر جلد٥ ص٣٨٥

(٦) مجمع الزوائد جلد٧ ص٢٠٥

(٧) السنة لابن ابى عاصم جلد١ ص١٤٩

(٨) سنن ابن ماجة ص١٠، باب في القدر (قديمى)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی امام صاحب کے استاد نافع رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ قدریہ فرقہ اس امت کے مجوسی ہیں۔ یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قدریہ فرقہ گمراہ ہے ان کو ضلالت اور گمراہی میں مجوسیوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ مجوسی اس قوم کو کہتے ہیں جو آتش پرست ہیں اور یہ دو خدا مانتے ہیں۔ ایک خالق خیر جس کو یزدان کہتے ہیں اور دوسرا خالق شر جسے اہرمن کہتے ہیں۔ جس طرح مجوسی متعدد معبود مانتے ہیں۔ اس طرح قدری بھی کئی خالق اور معبود مانتے ہیں۔

وہ اس طرح کہ قدریہ فرقہ والے تقدیر کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے تو اس طرح ہر انسان اپنے افعال کا خالق ہوگا اگر فعل اچھا ہو تو خالق خیر ہوگا اگر فعل برا ہوگا تو خالقِ شر ہوگا۔ اس اعتبار سے قدری لوگ مجوسیوں سے بھی بدتر ہیں کیوں کہ مجوسی صرف دو خدا مانتے ہیں۔ قدریہ اور معتزلہ متعدد خدا مانتے ہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اس فرقہ کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کرنا چاہیے اگر وہ بیمار ہو جائے تو ان کی عیادت اور مزاج پرسی نہ کی جائے، اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ میں حاضری نہ دی جائے۔ الغرض ان کی غمی اور خوشی میں شرکت نہ کی جائے اور نہ ان کے ساتھ کوئی معاشرتی تعلق رکھا جائے بعض علماء ان کو کافر سمجھتے ہیں اور اس حدیث کو اپنے ظاہر پر محمول کرتے ہوے ان کے حق پر یہی فتویٰ صادر کرتے ہیں اور بعض علماء ان کو کافر نہیں کہتے بلکہ فاسق اور فاجر کہتے ہیں اور اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس حدیث کا مقصد ان کی ضلالت کو بیان کرنا ہے اور ان کے لیے...... ملامت اور ندامت کا اظہار ہے۔
(ماخوذ مظاہر حق جلد ا ص ۲۰۸، مطبوعہ مکتبہ العلم)

(۴۰)...... جمعہ کے دن غسل کرنے کا حکم

حَدثنا ابو محمد بن حيان ثنا احمد بن الحسن ثنا عبدالله بن بشر بن شعيب الرازى ثنا ابو يوسف القاضى عن ابى حنيفة عن نافع عن ابن عمر رضى الله عنهما قال قال النبى صلى الله عليه وسلم مَنْ اَتَى الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ.

ترجمہ:

ہم سے ابومحمد بن حیان نے بیان کیا، ہم سے احمد بن الحسن، ہم سے عبداللہ بن بشر بن شعیب الرازی نے، ہم سے قاضی ابو یوسف نے بیان کیا، انہوں نے امام ابوحنیفہ، انہوں نے نافع، اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نمازِ جمعہ کے لیے (مسجد میں) آئے تو اسے چاہیے کہ وہ غسل کرے۔

(ابو نعیم اصبهانی، تاریخ اصبهان، ۱: ۱٦٦، رقم: ۱۵۱)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۲۰ باب فضل الغسل یوم الجمعة (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۲۷۹، کتاب الجمعة (مکتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص٧٦، باب ماجاء فی الغسل یوم الجمعة (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۱ ص۲۰٤، باب الامر بالغسل یوم الجمعة (قدیمی)

(۵) مؤطا امام مالك ص۸۷، باب العمل فی غسل یوم الجمعة (مکتبة الحسن)

(٦) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۱۱، باب ماجاء فی الاغتسال فی یوم الجمعة (قدیمی)

(۷) صحیح ابن خزیمة حدیث نمبر ۱۷٤۹، ۱۷۵۱

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں، دوسرے امام صاحب کے استاد نافع رحمہ اللہ اور تیسرے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ غسل یوم الجمعہ کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ اہل ظواہر کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے اور جمہور ائمہ کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے یہی مذہب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے اہل ظواہر کا استدلال مذکورہ روایت سے ہے کہ اس میں فَلْيَغْتَسِلْ امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ صیغہ استحباب کے لیے ہے نہ کہ وجوب کے لیے ورنہ اس کا دیگر روایات سے تعارض لازم آئے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ ابتداءً ایک علت کی وجہ سے وجوب کا حکم تھا بعد میں وجوب منسوخ کر دیا گیا۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد اص ۵۱۲، مکتبہ العلم)

جمعہ کے دن کا غسل ابتداء اسلام میں واجب تھا...... بعد میں یہ وجوب منسوخ ہو گیا۔ اب یہ غسل سنت ہے۔

(۴۱)......متعہ کی حقیقت

حدثنا عبدالباقی بن نافع حدثنا اسماعیل بن الفضل البلخی قال حدثنا محمد بن جعفر بن موسیٰ قال حدثنا محمد بن الحسن قال حدثنا ابو حنیفة عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما قال نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ وَمَا كُنَّا مَسَافِحِيْنَ.

ترجمہ:

ہم سے عبدالباقی بن نافع نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن الفضل البلخی نے انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر بن موسیٰ، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن الحسن، انہوں نے کہا ہم سے امام ابوحنیفہ نے حدیث بیان کی، انہوں نے نافع اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے

ساتھ متعہ کرنے سے منع فرمادیا اور ہم پہلے بھی بدکار نہیں تھے۔

(احکام القرآن جصاص باب المتعة ج۲ ص۱۰۰)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۶۰۶، باب غزوة خیبر (مکتبة المیزان)

(۲) بخاری جلد۲ ص۸۲۰، باب لحوم الحمر الانسیة (مکتبة المیزان)

(۳) مسلم جلد۱ ص۴۵۲ باب نکاح المتعة (مکتبة الحسن)

(۴) سنن ابن ماجة ص۱۴۱، باب النھی عن نکاح المتعة (قدیمی)

(۵) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۱۳، باب ما جاء فی نکاح المتعة (قدیمی)

(۶) سنن النسائی جلد۲ ص۸۹، باب تحریمة المتعة (قدیمی)

(۷) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۸۳، باب فی نکاح المتعة (اقرا قرآن کمپنی)

(۸) مؤطا امام مالك ص۵۰۷، باب نکاح المتعة (مکتبة الحسن)

(۹) کتاب الآثار لابی یوسف ص۱۵۲ حدیث نمبر ۷۰۰

(۱۰) مسند ابی حنیفة لابی نعیم اصبھانی ص۳۹، ص۲۷۰

(۱۱) مسند ابی حنیفة لابن خسرو بلخی جلد۲ ص۸۲۱، حدیث نمبر ۱۰۸۴

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی امام صاحب کے استاد نافع رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث کی تشریح امام زہری سے مروی متعہ کی حرمت والی روایت میں پہلے گزر چکی

ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

(۴۲)......رات کے اکثر حصے میں قیام کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَارِب عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى أَرْبَعًا بَعْدَ الْعِشَاءِ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ، يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِفَاتِحَةِ الْكِتَاب، وَتَنْزِيلُ السَّجْدَةُ، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَاب وَحم الدُّخَانُ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ بِتَبَارَكَ الْمَلِكُ كُتِبَ لَهُ كَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَشُفِّعَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ كُلِّهِمْ مِمَّنْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ وَأُجِيرَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

وَرَوَى مَوْقُوفًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محارب سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص نماز عشاء کے بعد چار رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ان کے درمیان سلام نہ پھیرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ سجدہ کی تلاوت کرے، دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ دخان پڑھے، تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ یٰسین پڑھے اور آخری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملک کی تلاوت کرے تو اس کے لیے شب قدر میں قیام کرنے کا ثواب لکھا جائے گا اور اس کے اہلِ خانہ میں سے جس جس کے لیے جہنم کا فیصلہ ہو چکا ہوگا ان کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی اور اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھا جائے گا۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ باب مَنْ صَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ حدیث نمبر ۱۷۹)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی اس مذکورہ حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ بعض کتابوں میں اگرچہ مرکزی راوی تبدیل ہے مگر مفہوم و معنی بعینہٖ وہی ہے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

(۱) كتاب الآثار لابي يوسف ص۲٤، حديث نمبر ٤٠٨

(۲) كتاب الآثار لامام محمد ص٦٦ حديث نمبر ۱۱۰

(۳) مسند ابی حنيفة لابی نعيم اصبهانی ص۲۲۲

(٤) مسند ابی حنيفة لابن خسرو بلخی جلد۲ ص۷٤۹، حديث نمبر ۹٥۹

(٥) مصنف ابن ابی شيبة جلد۲ ص۱۲۷، باب فی اربع ركعات بعد العشاء

(٦) سنن الكبرىٰ للنسائی جلد٤ ص۳٤۳، حديث نمبر ۷٤٤۲

(۷) سنن المجتبىٰ جلد۸ ص۸٤، حديث نمبر ٤٩٥٤

(۸) المعجم الكبير للطبرانی جلد۱۱ ص٤۳۷، حديث نمبر ۱۲۲٤۰

(۹) سنن الكبرىٰ للبيهقی جلد۲ ص ٤۷۷، حديث نمبر ٤۲۸۹

(۱۰) المعجم الاوسط للطبرانی جلد٦ ص۲٥٤، حديث نمبر ٦۳۳۲

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی امام صاحب کے استاد محارب ہیں۔ یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ پورا نام محارب بن دثار کوفی تابعی ہے۔ چوتھے طبقے کا ثقہ امام زاہد راوی ہے۔ وفات ان کی ۱۱۴ ہجری میں ہوئی۔ (تقریب جلد۲ ص۱۴۰ (قدیمی))

محارب بن دثار نے عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن یزید، جابر بن عبداللہ اور عبید بن براء بن

عازب وغیرہ سے روایت کی ہے۔امام احمد، یحییٰ ابن معین، ابوزرعہ، ابوحاتم، یعقوب بن سفیان اور امام نسائی وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔امام عجلی نے ثقہ کہا ہے اور یعقوب بن سفیان اور دارقطنی نے ثقہ کہا ہے۔وفات ان کی ۱۱۴ ہجری میں ہوئی۔(تہذیب التہذیب جلد ۱۰ ص ۵۰ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

اس حدیث کی سند میں تیسرے راوی عبداللہ بن عمر ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث کے اندر عشاء کی نماز کے بعد چار رکعات نفل نماز کی فضیلت کا ذکر ہے جو شخص عشاء کی نماز کے بعد مذکورہ حدیث کے طریقہ کے مطابق چار رکعات نفل نماز پڑھے تو اس کے لیے شبِ قدر میں قیام کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ابوداؤد انہیں چار رکعات کے ثبوت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث لائے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی نمازِ عشاء ادا فرما کر میرے پاس تشریف لاتے تو چار یا چھ رکعت نماز ادا فرماتے۔

(شرح مسند امام اعظم، مولانا سعد حسن صفحہ ۱۹۵ ترمیم واضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۴۳)...... پنجہ سے شکار کرنے والے پرندہ کی حرمت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محارب سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پنجوں سے ؍
کرنے والے ہر پرندے کو کھانے سے منع فرمادیا۔

(مسند حصکفی کتاب الاطعمة، باب ما يُنْهٰى عَنْ ذِىْ مَخْلَبٍ الطَّيْرِ، حديث نمبر ۳۹۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابن ماجة ص۲۳۲، باب اكل كل ذى ناب من السباع (قديه

(۲) جامع الترمذى جلد۱ ص۲۷۳، باب فى كراهية كل ذى ناب و ذ مخلب (قديمى كتب خانه)

(۳) سنن النسائى جلد۲ ص۲۰۰، باب اباحة اكل لحوم الدجاج (قديه

(٤) صحيح مسلم جلد۲ ص۱٤۷، باب تحريم اكل ذى ناب السباع، كل ذى مخلب من الطير (مكتبة الحسن)

(۵) سنن ابى داؤد، جلد۲ ص۵۳۳، باب ماجاء فى اكل السباع (مكتبة الحد

(٦) مسند امام احمد جلد۱ ص۳۳۹

(۷) كتاب الآثار للامام ابى يوسف جلد۱ ص۲٤۰

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی محارب

دثار رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

مذکورہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پرندوں کے حلال وحرام ہونے کے بارے میں ایک اصول ارشاد فرمایا ہے کہ ہواؤں میں اڑنے والا ہر وہ پرندہ جو اپنے پنجوں سے شکار کرتا ہے اسے کھانا حرام ہے۔ مثلاً باز، شاہین، شکرا، گدھ وغیرہ اور شکاری پنجہ دار پرندے اس حکم کے تحت میں آکر حرام ہوئے اور اسی حدیث کا حکم ان سب کو شامل ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۳۳۹، ترمیم واضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۴۴)......متعہ کی حرمت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محارب سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الْمُتْعَةِ حديث نمبر ۲۷۲)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اس حدیث کی مکمل تخریج پیچھے امام زہری اور امام نافع سے مروی متعہ کی حرمت کے متعلق روایت میں گزر چکی ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں تین راوی ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، محارب بن دثار رحمۃ اللہ علیہ، اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان تینوں حضرات کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

اس حدیث کی مکمل شرح امام زہری سے مروی متعہ کی حرمت والی روایت میں گزر چکی ہے۔ وہاں دیکھ لی جائے۔

(۴۵)......جھوٹی گواہی دینے کی سزا

اخبرنا ابو الحسن بن قبيس نا ابو منصور بن خيرون قال انا ابوبكر الخطيب انا الحسن بن محمد الخلال انا محمد بن المظفر نا ابوبكر مكرم بن احمد بن محمد بن مكرم وابو محمد عبدالله بن احمد قالا نا ابو حازم عبدالحميد بن عبدالعزيز نا شعيب بن ايوب نا الحسن بن زياد اللؤلؤى نا ابو حنيفة عن محارب بن دثار عن ابن عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قال قال رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدُ زُوْرٍ لاَ تَزُوْلُ قَدَمَاهُ حَتّٰى تَجِبَ لَهُ النَّارُ.

ترجمہ:

ہمیں ابوالحسن بن قبیس نے خبر دی، ہم سے ابومنصور بن خیرون نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہمیں ابوبکر خطیب بغدادی، ہمیں حسن بن محمد الخلال، ہمیں محمد بن المظفر نے خبر دی، سے ابوبکر مکرم بن احمد بن محمد بن مکرم و ابومحمد عبداللہ بن احمد، انہوں نے کہا: ہم سے ابوحازم عبدالحمید بن عبدالعزیز، ہم سے شعیب بن ایوب، ہم سے حسن بن زیاد اللؤلؤی، ہم

سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا، انہوں نے محارب بن دثار اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹی گواہی دینے والا (اپنی جگہ سے) اپنے پاؤں ہٹا نہیں پاتا کہ اس کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔"

(ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، ۳٤: ۷۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابن ماجة ص۱۷۱، باب شهادة الزور (قديمی كتب خانه)

(۲) مسند ابی حنيفة لابن خسرو بلخی جلد۲ ص۷٤٤، حديث نمبر ۹۵٦، ۹۵۸، ۹٦۳

(۳) مسند ابی يعلی جلد۱۰ ص۳۹، حديث نمبر ۲۳۷۳

(٤) المعجم الاوسط للطبرانی جلد۷ ص۳۱۹، حديث نمبر ۷٦۱٦

(۵) مستدرك حاكم جلد٤ ص۱۰۹، كتاب الاحكام حديث نمبر ۷۰٤۲

(٦) سنن الكبریٰ للبيهقی جلد۱۰ ص۱۲۲، باب وعظ القاضی الشهود حديث نمبر ۲۰۱۷۱

(۷) تمهيد لابن عبدالبر جلد۵ ص۷۳

(۸) حلية لابی نعيم جلد۷ ص۲٦٤

(۹) مسلم جلد۱ ص۹٤، باب الكبائر واكبرها (مكتبة الحسن)

(۱۰) بخاری جلد۱ ص۳٦۲ باب ما قيل فی شهادة الزور (مكتبة الميزان)

(۱۱) تاريخ بغداد جلد۲ ص٤۰۳

تحقیق حدیث:

یہ حدیث امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے۔ امام صاحب نے یہ حدیث محارب بن

دثار سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی گواہی دینے والے کے بارے میں سخت وعید ارشاد فرمائی ہے کہ اس پر جہنم واجب ہو جاتی ہے۔ جھوٹی گواہی دینا گناہِ کبیرہ ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے شیخین نے صحیحین میں نقل کیا ہے۔ بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو بتاؤں کہ سب سے بڑے کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور فرمائیے، فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، باپ کی نافرمانی کرنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تکیہ لگائے ہوئے تھے فوراً اٹھ بیٹھے فرمایا سنو اور جھوٹی بات کہنا، جھوٹی گواہی دینا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کو بار بار فرمایا۔

(ماخوذ تفسیر مظہری جلد ۸ ص ۳۵۴، مطبوعہ مکتبہ المیزان)

(۴۶)......کچلی والے درندے سے ممانعت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محارب سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچلی سے شکار کرنے والے ہر درندے سے منع فرمایا۔

(مسند حصکفی کتاب الاطعمة، باب مَا یُنْهٰی عَنْ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ حدیث نمبر ۳٤٤)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۲ ص۸۳۰، باب لحوم الحمر الانسية، باب اكل كل ذى ناب من السباع (مكتة الميزان)

(۲) صحيح مسلم، جلد۲ ص۱٤۷ باب تحريم اكل كل ذى ناب من السباع (مكتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذى جلد۱ ص۳۷۳، باب فى كراهية كل ذى ناب وذى محلب (قديمى)

(٤) سنن ابى داؤد جلد۲ ص۵۳۳ باب ماجاء فى اكل السباع (مكتبة الحسن)

(۵) سنن النسائى جلد۲ ص۱۹۸، باب تحريم اكل السباع (قديمى)

(٦) سنن ابن ماجة ص۲۳۲، باب اكل كل ذى ناب من السباع (قديمى)

(۷) مؤطا امام مالك ص٤۹۲، باب تحريم كل ذى ناب من السباع (مكتبة الحسن)

(۸) كتاب الآثار لابى يوسف جلد۱ ص۲٤۰

(۹) مسند ابى حنيفة لابى نعيم اصبهانى ص۲۱٦

(۱۰) بيهقى جلد۹ ص۳۲۱

(۱۱) مسند امام احمد جلد٤ ص۱۹۳، ۱۹٤

(۱۲) مشكل الآثار للطحاوى جلد۲ ص۲۷۳

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں بھی تین راوی ہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام صاحب کے اس
محارب بن دثار اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ ان تینوں
حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

یعنی ہر وہ درندہ جو کیلہ رکھتا ہے اس کا کھانا حرام ہے۔ مثلاً شیر، چیتا، بھیڑیا، ریچھ
ہاتھی، بندر وغیرہ۔ یہ حدیث بجنسہ حضرت ابن عباس، خالد بن ولید، علی ابن ابی طالب، ج
بن عبداللہ، ثعلبہ الخشنی، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم چھ اصحاب برگزیدہ سے کتب صحاح میں مروی ہے اور
اپنے معنی عمومی کے لحاظ سے قطعی الدلالت ہے اور روایت کی رو سے بھی قریباً قطعی۔ پس
اور لومڑی کو بھی اس کا حکم عمومی بلاشبہ شامل ہے۔ کیونکہ وہ بھی کیلے رکھتے ہیں اور درندوں
ان کا شمار ہے اور یہ ہی مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ص ۳۳۸ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز

(۴۷)......حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

**اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَا
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَاْتِيْنَا بِالْخَبَرِ لَيْ
الْاَحْزَابِ فَيَنْطَلِقُ الزُّبَيْرُ فَيَاْتِيْهِ بِالْخَبَرِ كَانَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ النَّبِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيُّ الزُّبَيْرُ.**

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر سے، وہ حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں، حضر
جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کی رات ارشاد فرما

دشمن کے متعلق ہمیں کون خبر لا کر دے گا؟ تین مرتبہ ایسا ہوتا ہے اور تینوں مرتبہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے ہیں اور جا کر خبر لاتے ہیں، اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الفضائل، باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الزُّبَيْرِ حديث نمبر ٣٧١)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ اور بھی دیگر بڑے بڑے محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(١) بخاری جلد ٢ ص٥٩٠ باب غزوة الخندق وهی الاحزاب (مكتبة الميزان)

(٢) مسلم جلد٢ ص٢٨١، باب من فضائل طلحة والزبير رضی الله عنهما (مكتبة الحسن)

(٣) سنن ابن ماجة ص١٢، فضائل الزبير رضی الله عنه (قديمی كراچی)

(٤) مسند احمد ٣٦٥/٣

(٥) سنن الكبرى للبيهقی ٦/ ٣٦٧/ ١٤٨

(٦) جامع الترمذی جلد٢ /٢١٥، مناقب الزبير ابن العوام (قديمی كراچی)

(٧) دلائل النبوة بيهقی ٤٣١/٣

نوٹ:

یہی روایت بخاری اور مسلم میں بھی تین واسطوں کے ساتھ موجود ہے۔ امام بخاری

اور امام مسلم اور صحابی کے درمیان ۳ واسطے ہیں جب کہ یہی روایت امام ابو حنیفہ سے مروی ہے امام صاحب اور صحابی کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے تو معلوم ہوا کہ امام صاحب کی سند بخاری و مسلم کی سند سے زیادہ مضبوط اور عالی ہے تو اگر مسلم و بخاری کی روایت قبول ہے تو امام صاحب کی روایت بطریق اولیٰ قبول کرنا چاہیے۔

شرح حدیث:

غزوہ احزاب کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کا حال معلوم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو دشمن کے لشکر کا حال معلوم کر کے لائے۔ ظاہر ہے کہ اس میں جان کا بھی خطرہ تھا تو اس موقعہ پر حضرت زبیر نے سبقت کی۔ عرض کیا کہ اس خدمت کو میں انجام دوں گا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا۔ ہر نبی کے لیے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن العوام ہیں۔

بلاشبہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ عشرہ مبشرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح بھی قرابتِ قریبہ حاصل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب بن عبد المطلب کے بیٹے ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کے بیٹے ہونے کی وجہ سے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ سو۔ہ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا اور دوسرے مسلمانوں کی طرح ان کو بھی اسلام کے قبول کرنے کی پاداش میں مشقت و عذاب سے گزرنا پڑا۔ ان کے چچا ان کو دھوئیں سے تکلیف پہنچاتے تا کہ اسلام سے باز آ جائیں۔ یہ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تلوار کھینچی اور یہ احد کی جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ثابت قدم رہے۔ پورا نام زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب ہے۔ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ایک ہیں۔ ان کی وفات بصرہ میں صفوان نامی جگہ پر ہوئی عمر بن

جرموز نے ۳۶ ہجری میں آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر چونسٹھ سال تھی۔ پہلے وادی سبا میں دفن ہوئے پھر ان کو بصرہ منتقل کر دیا گیا۔

تحقیق حدیث:

(۱) اس سند کے پہلے راوی امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

(۲) اس سند کے دوسرے راوی محمد بن المنکدر رہیں۔ پورا نام محمد بن منکدر بن عبداللہ بن الھُدَیر ہے۔ مدینہ کے رہنے والے تھے۔ ثقہ راوی ہے۔ (تقریب جلد۲ص ۱۳۷ھ قدیمی)

محمد بن المنکدر رائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ مثلاً بخاری جلد۱ص ۵۹۰ میں یہی روایت موجود ہے۔

ان کی وفات ۱۳۰ ہجری میں ہوئی ہے۔ (تقریب جلد۲ص ۱۳۷ قدیمی)

مولانا محمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ (تنسیق النظام ص ۸۲ مکتبة المیزان)

اس حدیث کی سند کے تیسرے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

(۴۸)...... سفر میں نماز کو مختصر کرنے کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر سے، وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحلیفہ میں ظہر کی چار اور عصر کی دو رکعتیں پڑھی ہیں۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب مَا جَاءَ فِی تَقْصِیْرِ الصَّلوٰۃِ فِی السَّفَرِ حدیث نمبر ۱٤۹)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اپنے شیخ محمد بن المنکدر رحمہ اللہ سے روایت کردہ اس حدیث کو مشہور محدثین نے اپنی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱٤۸، باب یقصر اذا خرج من موضعه.

(مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۲٤۲ باب صلوٰۃ المسافرین وقصرها

(مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۲۱، ۱۲۲، باب التقصیر فی السفر

(قدیمی)

(٤) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۷۰، باب متی یقصر المسافر

(اقرا قرآن کمپنی)

(۵) سنن نسائی جلد۱ ص۲۱۱، کتاب تقصیر الصلوٰۃ فی السفر

(قدیمی)

شرح حدیث:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے ارادہ سے جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر شروع کرنے سے پہلے ظہر کی نماز کی چار رکعتیں پڑھی لیکن جب سفر شروع ہوا اور ذوالحلیفہ میں پہنچے تو عصر کی نماز کا وقت ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں

عصر کی نماز دو رکعت پڑھیں اور یہ جگہ ذوالحلیفہ مدینہ سے تین کوس (میل) کے فاصلہ پر ہے۔اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب سفر شرعی کے ارادہ سے انسان اپنے شہر یا گاؤں کی عمارات سے نکل جائے تو قصر نماز پڑھنا شروع کر دے۔یعنی ہر چار رکعت والی نماز کو دو رکعت کر کے پڑھے۔یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے تین راوی ہیں۔امام ابوحنیفہ اور محمد بن المنکدر ر اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

(۴۹)......عورتوں سے مصافحہ نہ کرنے کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رَقِيقَةَ، قَالَتْ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَايِعَهُ فَقَالَ إِنِّي لَسْتُ أُصَافِحُ النِّسَاءَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر ر سے وہ امیمہ بنت رقیقہ سے روایت کرتے ہیں حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرسکوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

(مسند حصکفی کتاب الادب، باب مَنْ لَمْ يُصَافِحِ النِّسَاءَ حدیث نمبر ۴۵۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اپنی اسناد سے

نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۳۷۵، باب ما یجوز من الشرط فی الاسلام الخ

(۲) ترمذی ۲۸۸/۱ باب ماجاء فی بیعة النساء

(۳) سنن ابن ماجة ۲۰۶، باب بیعة النساء

امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔حدیث حسن صحیح۔

(٤) مسند احمد ٤٥٤/٦، ٤٥٩

(٥) مسلم جلد۲ ص۱۳۱، باب کیفیة بیعة النساء (مکتبة الحسن)

(٦) موطا امام مالك جلد۱ ص ۷۳۱ (مکتبة الحسن)

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں دوسرے ان شیخ محمد بن المنکدر رہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔تیسرے راوی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ان کے والد کا نام عبداللہ بن بجاء ہے۔(تقریب جلد۲ص۲۲۹ (قدیمی)

شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے اشعۃ اللمعات میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ امیمہ رضی اللہ عنہا صحابیہ تھیں۔اوران کی والدہ رفیقہ ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔

(تنسیق النظام ص٤٠ مکتبة المیزان)

شرح حدیث:

صحیحین میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے بیعت لیتے وقت مصافحہ نہیں کرتے تھے۔مردوں سے بیعت لیتے وقت مصافحہ کرتے تھے۔عورتوں سے کبھی مصافحہ نہیں کیا۔اکثر زبانی بیعت کرتے تھے۔اور کبھی کپڑے کے واسطے سے بیعت لیتے تھے۔اللہ اکبر یہ عفت و پاک دامنی کی،شرم وحیا کی کس قدر بلند مثال ہے۔ ،رامت کے لیے کتنا خوبصورت درس ہے۔مگر افسوس کہ ہم نے اس کو بھی

بھلا دیا ہے۔ بعض لوگ دینی پیشوا اور مقتدا ہو کر مردوں اور عورتوں کے ساتھ ایک جیسا برتاؤ رکھتے ہیں اور عورتوں سے بھی مصافحہ کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل اور ہماری یہ رفتار، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی احتیاط اور ہماری یہ جرأت و بے باکی، حقیقت میں ایسا عمل اسلام کی عزت و ناموس کو تباہ کرتا ہے۔

(مسند امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مترجم مولانا سعد حسن ٹونکی، ترمیم و اضافہ کے ساتھ ص ۳۷۱، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۵۰)......یتیمی کب تک رہتی ہے؟

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُتْمَ بَعْدَ الْحُلُمِ.

ترجمہ:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر سے، وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بالغ ہونے کے بعد یتیمی باقی نہیں رہتی۔

(مسند حصکفی کتاب الوصایا، باب الی متی یکون الیتیم حدیث نمبر ۵۲۰)

تخریج حدیث:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۲۹۷ باب ما جاء متی ینقطع الیتیم (مکتبۃ الحسن)

(۲) سنن الکبریٰ للبیھقی جلد۷ ص۲۶۰

(۳) مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۱۳۸۹۹

(٤) نصب الرایه جلد٢ ص١١٩

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ محمد بن منکدر ہیں اور تیسرے راوی صحابی رسول انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ان دونوں کے حالات بھی پہلے گزر چکے ہیں۔وہاں دیکھ لیا جائے۔

شرح حدیث:

یتیم وہ ہی بچہ کہلائے گا جس کا باپ مر گیا ہو اور ابھی وہ بالغ نہ ہوا ہو اور اگر وہ بالغ ہو گیا تو وہ شریعت کی اصلاح میں یتیم نہیں۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ٹونکی ص ٤١١، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(٥١)......یتیم بچی کا نکاح کروانا

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوَّجَتْ يَتِيمَةً كَانَتْ عِنْدَهَا فَجَهَّزَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر سے، وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی طرف سے ایک یتیم بچی کا نکاح کروایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پاس سے جہیز عطا فرمایا۔

(مسند حصکفی باب هل یذکر الرجل لابنته من یزوجها حدیث نمبر ٢٦٥)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی کتابوں میں کچھ

ترمیم کے ساتھ نقل کیا ہے الفاظ حدیث میں اگرچہ کچھ تبدیلی ہے لیکن مسئلہ بالکل ویسا ہی ہے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ حدیث میں موجود ہے۔

(۱) ابن ماجة ص ۱۳۷، باب الغناء والدف (قديمی)

(۲) مشکوة جلد۲ ص ۲۸۰، كتاب النكاح، باب اعلان النكاح والخطبة والشرط (مکتبه رحمانيه)

(۳) فتح الباری شرح بخاری جلد۹ ص ۱۹۵

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ دوسرے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاقِ کریمہ سے یتیم لڑکی کا جہیز خود بنفس نفیس مہیا فرما دیا۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم لڑکی کے نکاح میں جہیز کے اسباب مہیا کرنے کی ترغیب دی ہے اور یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں شامل ہے۔ اس لیے معاشرے کے صاحب استطاعت لوگوں کو چاہیے کہ وہ یتیم بچی کے نکاح میں مالی معاونت کریں۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ٹونکی، ترمیم واضافہ کے ساتھ، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۲۴۲)

(۵۲)۔ ....صفوں کے ملانے والوں کی فضیلت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ، عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ

عَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطاء بن یسار سے وہ ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمت بھیجتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَصِلُ الصُّفُوْفَ حدیث نمبر ۱۳۲)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابن ماجة ص۷۰، باب اقامة الصفوف (قديمی)

(۲) السنن الكبرىٰ للبيهقی جلد۳ ص۱۰۱، ۱۰۳، باب اقامة الصفوف

(۳) صحيح ابن خزيمة جلد۳ ص ۲۳ حديث نمبر ۱۵۵۰

(٤) مستدرك للحاكم جلد۱ ص۲۱۲

(۵) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۹۷، باب تسوية الصفوف (اقرأ قرآن كمپنی)

(٦) مسند ابی حنيفة لابن خسرو البلخی جلد۲ ص٤٨٩ حديث نمبر ٥٤٣

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں صفوں کو ملانے کی فضیلت بیان فرمائی کہ ایسے آدمی پر جو صفوں کو ملاتے ہیں سیدھا رکھتے ہیں اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوں کو ملانے سیدھا رکھنے کی بہت تاکید فرمائی

ہے۔ کیونکہ صف کو سیدھا رکھنا یہ نماز کا حسن ہے۔ نماز کی خوبصورتی ہے۔ اور صف سیدھی نہ رکھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعید سنائی ہے فرمایا کہ اگر تم صف سیدھی نہ رکھو گے تو تم اختلاف میں پڑ جاؤ گے اللہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کر دے گا کیونکہ انسان کے ظاہر عمل سے انسان کی باطنی کیفیت کا اندازہ ہو جاتا ہے اور جس مقام پر ظاہری اطاعت نہ ہو تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ باطنی اطاعت بھی مفقود ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے حالات گزر چکے ہیں۔ اس حدیث کے دوسرے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ استاد عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ پورا نام عطاء بن یسار الہلالی کنیت ابومحمد مدنی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ عابد ہیں، ثقہ راوی ہیں۔

(تقریب جلد ۱ ص ۶۷۶ قدیمی)

عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ ان عطاء سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ (تنسیق النظام ص ۷۳ المیزان)

امام ابن معین اور ابوزرعہ نے ان کو ثقہ کہا ہے اور امام ابن سعد نے ان کو ثقہ کہا اور کثیر الحدیث کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۲۱۸ حیدرآباد دکن)

اس حدیث کے تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ اصل نام ونسب سعد بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ۔ بن عبید بن الابجر انصاری ہے۔ ان کے اجداد میں جو ابجر ہیں ان ہی کا نام خدرہ تھا۔ جس کی طرف ان کی نسبت ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ خود یہ بھی اس غزوہ میں شرکت کے لیے پہنچے تھے۔ لیکن کم عمر ہونے کی وجہ سے واپس کر دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد پھر یہ تقریباً بارہ غزوات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ شریک رہے۔ان کے مناقب وفضائل بے شمار ہیں۔آپ کی وفات سن ۶۴ یا ۷۴ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ (تقریب جلد ا ص ۳۴۵ قدیمی)

(۵۳)......جب رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کہے؟

اِبْنُ أَبِی السَّبْعِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَسْأَلُ عَطَاءً عَنِ الْإِمَامِ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ أَيَقُولُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ؟ قَالَ مَا عَلَيْهِ أَنْ يَقُولَ ذٰلِكَ. ثُمَّ رَوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَلّٰى بِنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَالَ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذَا الْمُتَكَلِّمُ بِهٰذِهِ؟ قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا نَبِیَّ اللّٰهِ قَالَ فَوَالَّذِی بَعَثَنِی بِالْحَقِّ، لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَ أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا لَكَ، أَوْ مَنْ يَرْفَعُهَا لَكَ.

ترجمہ:

ابن ابی السبع بن طلحہ کہتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو عطاء سے یہ سوال پوچھتے ہوئے دیکھا ہے کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہہ لے تو اس کے بعد ربنا لک الحمد بھی کہے گا؟ فرمایا کہ امام پر یہ کہنا ضروری نہیں، پھر انہوں نے دلیل کے طور پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت پیش کی کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو ایک آدمی نے یہ جملہ کہا ربنا لك الحمد حمدًا كثيرًا طيبًا مباركًا فيه

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا ۔ یہ جملہ کس نے کہا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال تین مرتبہ دہرایا تب وہ آدمی بولا کہ اے اللہ کے نبی! میں نے یہ

جملہ کہا تھا، فرمایا کہ اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو اس کی طرف جھپٹتے ہوئے دیکھا کہ کون اس کا ثواب پہلے لکھ لے اور ان کو سب سے پہلے اوپر لے جائے۔

(مسند حارثی کتاب الصلوٰة باب مَا يَقُوْلُ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ حديث نمبر ١٠٦)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(١) بخاری جلد١ ص١١٠ باب القنوت (مکتبه الميزان)

(٢) سنن النسائی جلد١ ص١٦٢، باب ما يقول المأموم (قديمی)

(٣) سنن ابی داؤد جلد١ ص١١١، باب ما يستفتح به الصلوٰة من الدعاء (اقرأ قرآن کمپنی)

(٤) مشكوٰة جلد١ ص٨٣، باب الركوع (مكتبه رحمانيه)

(٥) عقود الجواهر المنفيه جلد١ ص٦٣

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور تیسرے راوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

اس حدیث کی سند کے دوسرے راوی امام صاحب کے استاد عطاء رحمۃ اللہ علیہ ہیں پورا نام عطاء بن ابی رباح ہے۔ ابورباح کا اصل نام اسلم ہے۔ تیسرے طبقہ کا ثقہ راوی ہے۔ فاضل ہیں۔ کثیر الارسال راوی ہیں۔ مشہور قول کے مطابق ان کی وفات سن ۱۱۴ھ میں ہوئی۔
(تقریب جلد۱ ص۶۷۴، قدیمی)

ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔ عطاء بن ابی رباح نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابو درداء رضی اللہ عنہ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ اوران سے امام اوزاعی، بن جریج، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(تهذیب التهذیب جلد۷ ص۱۹۹، حیدر آباد دکن، تنسیق النظام ص۷۲ مکتبة المیزان)

شرح حدیث:

اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ امام رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کہے، صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے یا ربنا لک الحمد بھی کہے تو اس بارے میں ائمہ سے مختلف روایات وارد ہیں۔ بہر حال اس پر اتفاق ہے کہ منفرد (اکیلے نماز پڑھنے والا) سمع اللہ بھی کہے اور ربنا لک الحمد بھی کہے اور اس پر بھی اکثر کا اتفاق ہے کہ مقتدی سمع اللہ نہ کہے اور امام کے متعلق امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ امام صرف سمع اللہ کہے۔ چنانچہ مذکورہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سمع اللہ لمن حمدہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت عطاء حدیث کے اسی مقام سے استدلال لا رہے ہیں اور یہی خیال عقل اور نقل کے موافق ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اور مقتدی دونوں کے عمل کی تقسیم فرمادی ہے۔ جیسا کہ (بخاری جلد ۱ ص۱۰۹ باب فضل اللهم ربنا ولک الحمد مطبوعہ المیزان) میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہ امام جب سمع اللہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو تو بخاری کی اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کا وظیفہ مقرر فرمادیا کہ امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی ربنا لک الحمد کہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ٹونکی ص۱۴۲ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۵۴)......ستاروں میں دیکھنے کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّظَرِ فِي النُّجُوْمِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطاء سے وہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستاروں میں دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الادب، باب النَّظَرُ فِي النُّجُوْمِ حدیث نمبر ٤٦٢)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) الكامل لابن عدی جلد٥ ص١٩١٦

(٢) الدر المنثور للسيوطی جلد٣ ص٣٥

(٣) تاریخ بغداد جلد٦ ص١٣٤

(٤) مجمع الزوائد جلد٥ ص١١٦

(٥) كنز العمال حديث نمبر ٢٩٤٣٦

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے راوی عطاء بن ابی رباح اور تیسرے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

یعنی علوم نجوم میں زیادہ غور وخوض اور اس کی باریکیوں میں الجھنا شرعاً مذموم ہے۔ دیکھی

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں روایت لاتے ہیں کہ علم نجوم کو دیکھنے والا ایسا ہے جیسا کہ سورج کی ٹکیہ کو دیکھنے والا کہ اس کو جس قدر دیکھے اس قدر نظر کمزور ہوتی ہے۔ دار قطنی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں مرفوع روایت لاتے ہیں کہ سیکھو علم نجوم کو جہاں تک تم کو خشکی و تری کی اندھیریوں میں اس سے ہدایت مل سکے۔ پھر اس سے باز رہو۔ یعنی ایک حد تک دنیوی کاروبار میں اس سے مدد لے سکتے ہو۔ اس میں بالکل کھو جانا روا نہیں ہے۔ مسلم ابوداؤد میں یوں ہے کہ جس نے علم نجوم سیکھا اس نے گویا جادو سیکھا۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۳۷۲ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۵۵)......ثریا ستارہ کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا طَلَعَ النَّجْمُ رُفِعَتِ الْعَاهَاتُ یَعْنِیْ الثُّرَیَّا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطا سے وہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ثریا ستارہ طلوع ہو جائے تو پھلوں کی بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔

(مسند حصکفی باب وما لا یجوز حدیث نمبر ۲۳۷)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) کتاب الآثار لامام محمد ص۲۸۰ حدیث نمبر ۹۰۷

(۲) طحاوی مشکل الآثار جلد۲ ص۹۱

(۳) مسند امام احمد جلد۲ ص۲۸۸

(٤) تمهید لابن عبدالبر جلد۲ ص۱۹۳

(٥) المعجم الصغیر للطبرانی جلد۱ ص٤۱

(٦) مجمع الزوائد جلد٤ ص۱۰۳

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی عطاء بن ابی رباح اور تیسرے راوی صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں ان سب کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

حجاز کے شہر میں موسم گرما کے شروع میں ثریا فجر کے ساتھ ساتھ نکلتا ہے۔ تو گویا یہ پھلوں پر آفات کے ٹل جانے کا ایک پیغام ہوتا ہے اور ان کے مراد پر پہنچ جانے کی سب سے بڑی نشانی۔ (ماخوذ مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۳۰۰ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(٥٦)...... جمرات پر کنکری پھینکنا

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبّٰى حَتّٰى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَكَانَ غُلَامًا حَسَنًا فَجَعَلَ يُلَاحِظُ النِّسَاءَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَهُ فَلَبّٰى حَتّٰى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْفَضْلِ أَخِيهِ أَنَّ

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کی رمی کرنے تک تلبیہ پڑھتے رہے اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر اپنے پیچھے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو سوار کرلیا۔ وہ ایک خوبصورت لڑکے تھے، انہوں نے عورتوں کو دیکھنا شروع کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کا چہرہ عورتوں کی طرف سے پھیرتے رہے اور جمرۂ عقبہ کی رمی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبیہ پڑھا۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِي رَمْيِ الْجِمَارِ حديث نمبر ٢٦٧)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) بخاری جلد١ ص٢٢٨، باب التلبية والتكبير غداة النحر (مكتبة الميزان)

(٢) مسلم جلد١ ص٤١٥، باب استحباب ادامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي (مكتبة الحسن)

(٣) جامع الترمذی جلد١ ص١٨٥ باب ما جاء متى يقطع التلبية في الحج (قديمی)

(٤) سنن ابن ماجة ص٢١٨، باب متى يقطع الحاج التلبية (قديمی)

(٥) سنن نسائی جلد٢ ص٥٠ باب قطع المحرم التلبية اذا رمى جمرة العقبة (قديمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد١ ص٢٥٢ باب متی یقطع التلبیة (اقرأ قرآن کمپنی)

(٧) مسند امام ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص١٣٩

(٨) مسند احمد جلد١ ص٢١٠، ٢١٤

(٩) بیهقی جلد٥ ص١١٢

(١٠) طحاوی شرح معانی الآثار جلد١ ص٤١٦، ٤١٧، باب التلبیة متی یقطعها الحاج (مطبوعه مجتبائی پاکستان)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

حاجی تلبیہ کب تک کہے اس بارے میں ائمہ کی مختلف رائے ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ اور فقہاء کا مسلک ہے کہ دس ذوالحجہ یوم النحر کی صبح رمی جمرہ کے شروع کرنے سے پہلے پہلے تک کہے۔ رمی شروع کرتے ہی بند کردے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عرفہ کے دن نماز صبح تک پڑھے پھر پڑھنا بند کردے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور فقہائے مدینہ کا مذہب ہے کہ عرفہ کے دن زوالِ آفتاب تک تلبیہ کہے اور وقوفِ عرفہ کے شروع ہونے کے بعد نہ کہے۔ امام احمد اسحاق اور بعض سلف کا خیال ہے کہ رمی جمرہ عقبہ سے فراغت تک کہے۔ امام ابوحنیفہ، شافعی اور جمہور علماء کی دلیل یہی مذکورہ حدیث ہے اور دیگر احادیث صحیحہ بھی ہے لیکن

مخالفین کے پاس کوئی معقول دلیل نظر نہیں آتی اور مذکورہ حدیث کے لفظ (لم یزل) سے شک ہوتا ہے کہ اس سے امام احمد اور اسحاق کا مذہب صحیح ہے لیکن نہیں کیونکہ اس شک کو نسائی کی یہ روایت دور کرتی ہے (فاذا رمی قطع التلبیة) یعنی ادھر رمی شروع ہوئی اور پہلی کنکری ماری اور ادھر تلبیہ ختم۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۲۲۷ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۵۷)......استلام کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ اِلَی الْحَجَرِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ عطاء رحمہ اللہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک رمل کیا۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِی الْاِسْتِلَامِ حدیث نمبر ۲٤۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی کتابوں میں اپنی سندوں سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص٤۱۱ باب استحباب الرمل فی الطواف والعمرة (مکتبة الحسن)

(۲) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۷٤ باب الرمل من الحجر الی الحجر (قدیمی)

(۳) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲٦۰ باب فی الرمل (اقرأ قرآن کمپنی)

(٤) سنن ابن ماجة ص۲۱۱، باب الرمل حول البیت (قدیمی)

(۵) سنن النسائی جلد۲ ص۲۸ باب الرمل من الحجر الی الحجر (قدیمی)

(۶) مجمع الزوائد جلد۳ ص۲۳۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دوسرے عطاء، تیسرے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

رمل کہتے ہیں سینہ تان کر شانوں کو ہلاتے ہوئے تیز تیز قدم چلنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تین چکروں میں رمل کیا اور باقی چار میں حسب عادت رفتار میں چلے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ رہی وہ روایت جو صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہر دو رکنوں کے درمیان صرف مشی (چلنا) ہے تو یہ روایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما والی حدیث سے منسوخ ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی تصریح کی ہے۔ کیونکہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں عمرۃ القضاء کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو سن ۷ ہجری میں فتح مکہ سے پہلے وقوع پذیر ہوا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ادا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل فرمایا لہٰذا چونکہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث دوسرے واقعہ (حجۃ الوداع) کو بیان کرتی ہے اس لیے اب یہی قابل عمل ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مو: نا سعد حسن ص ۳۲۵ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۵۸)......رمضان میں عمرہ حج کرنے کے برابر ہے

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رِبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ

حَجَّةً.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

(مسند حصکفی باب فضیلة العمرة فی رمضان حدیث نمبر ٢٥٤)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(١) بخاری جلد١ ص٢٢٩ باب عمرة فی رمضان (مکتبه المیزان)

(٢) صحیح مسلم جلد١ ص٤٠٩ باب فضل العمرة فی رمضان (مکتبه الحسن)

(٣) سنن ابن ماجة ص٢١٥ باب العمرة فی رمضان (قدیمی)

(٤) جامع الترمذی جلد١ ص١٨٦، باب ماجاء فی عمرة رمضان (قدیمی)

(٥) سنن ابی داؤد جلد١ ص٢٧٢ باب العمرة (اقرأ قرآن کمپنی)

(٦) داری جلد٢ ص٥٢

(٧) مسند امام احمد جلد٤ ص٧٧، ١٨٦

(٨) کامل للبغوی جلد٦ ص٢٠٦٦

(٩) نصب رایه جلد٢ ص٥٦

(١٠) کنز العمال حدیث نمبر ١٢٢٩٠

(١١) مجمع الزوائد جلد٢ ص٢٨٠

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پیچھے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

عمرہ کی فضیلت و برتری بہت سی روایات میں وارد ہوئی ہے۔ مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں روایت ہے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں حج کے لیے پوری طرح تیار ہو چکی تھی۔ مگر مجھ کو کوئی عارضہ پیش آ گیا تھا۔ حج کی ادائیگی سے قاصر رہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کر لے کیونکہ رمضان میں عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔ مقصد کلام کا یہ ہے کہ عمرہ کو حج سے کم تر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ ایک بابرکت اور سعادت کا عمل ہے اگر رمضان کے مہینہ میں اس کو ادا کیا جائے جو خود ایک مبارک مہینہ ہے تو عمرہ کی فضیلت اس مبارک مہینہ کی فضیلت سے مل کر ایک حج کے برابر اللہ کے نزدیک شمار ہوتی ہے گویا اس طریقہ سے عمرہ کی ادائیگی کی طرف زبردست ترغیب دلائی ہے۔ اس حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص رمضان میں عمرہ کرے گا اس کو حج کے برابر ثواب ملے گا۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص ۲۳۴ ترمیم و اضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۵۹)......رکاز کا حکم

ابو حنیفہ عن عطاء عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرکاز ما رکزہ اللہ تعالٰی فی المعادن الذی ینبت فی الارض

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکاز وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کانوں میں گاڑا ہوگا جو پیدا ہوتی ہے زمین میں۔

(مسند حصکفی کتاب الزکوٰۃ، باب الرکاز حدیث نمبر ۱۹۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) کنز العمال حدیث نمبر ۵۰۹٦۱

(۲) سنن الکبریٰ للبیہقی جلد٤ ص۱۵۹

(۳) مسند امام اعظم للحصکفی ص۱۰٦ (مکتبة المیزان)

(٤) مجمع الزوائد جلد۳ ص۷۸

(۵) کامل لابن عدی جلد۲ ص۸۲٤

(٦) سنن کبریٰ للبیہقی جلد٤ ص۱۵۲

(۷) مسند ابی یعلی للموصلی حدیث نمبر ٦٦۰۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے بھی تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

رکاز سے مراد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کان ہے اور اہلِ حجاز کے نزدیک اہل جاہلیت کا دفینہ یعنی وہ چیزیں جو زمانہ جاہلیت میں لوگوں نے زمین میں دفن کر دیا تھا۔ پہلا معنی حدیث کے سیاق کے مطابق زیادہ مناسب ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم سے رکاز کے بارے میں پوچھا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سونا اور چاندی اللہ تعالیٰ نے جب زمین بنائی تھی اس وقت سے اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے جاننا چاہیے کہ کان میں جو چیزیں نکلتی ہیں وہ تین قسم کی ہیں۔

(۱)......ایک تو جمی ہوئی ہوتی ہے جو پگھلنے اور منطبع ہونے کے لائق ہوتی ہے۔یعنی جس پر سکے وغیرہ کا نقش ہو سکے جیسے سونا، چاندی اور لوہا وغیرہ اور اس کے مانند چیزیں۔

(۲)......دوسری وہ چیزیں جو جمی ہوئی نہیں ہوتی۔جیسے تیل، پانی، رال، گندھک وغیرہ۔

(۳)......تیسرے جو منطبع نہ ہو سکیں جیسے چونا اور ہڑتال اور پتھر یا قوت وغیرہ

امام صاحب کے نزدیک ان میں صرف پہلی قسم میں خمس واجب ہے اور اس میں ایک سال کا گزرنا شرط نہیں ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سونے چاندی میں خمس (پانچواں حصہ) واجب ہے دوسری چیزوں میں نہیں ہے یعنی معدنیات میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۲ص ۲۱۹ مکتبہ العلم)

(٦٠)......رات کے اکثر حصے میں قیام کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ لَمْ يَقْنُتْ اِلَّا اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا يَدْعُوْ عَلٰى عُصَيَّةَ وَذَكْوَانَ ثُمَّ لَمْ يَقْنُتْ اِلٰى اَنْ مَاتَ.

ترجمہ:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ سے وہ ابی سعید سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف چالیس دن قنوت پڑھی جس میں عصیہ اور ذکوان نامی قبائل پر بددعا فرماتے تھے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات تک قنوت نہیں پڑھی۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ باب القُنُوْت فِى الْفَجْرِ حدیث نمبر ١١٤)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے الفاظ کی کمی زیادتی کے ساتھ اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اگرچہ الفاظ کی کمی زیادتی ہے لیکن نفس مسئلہ مضمون بعینہ وہی ہے جو امام صاحب سے مروی حدیث میں ہے۔

(۱) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۰٤ باب القنوت فی الصلوٰۃ (اقرأ قرآن کمپنی)

(۲) بیھقی جلد۲ ص۲۱۳

(۳) مجمع الزوائد جلد۲ ص۱۳۷

(٤) طحاوی جلد۱ ص۱٦۸

(۵) مسلم جلد۱ ص۲۳۷ باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات (مکتبۃ الحسن)

(٦) بخاری جلد۱ ص۱۳٦ باب القنوت قبل الرکوع وبعدہ (المیزان)

(۷) سنن النسائی جلد۱ ص۱٦۳ باب القنوت بعد الرکوع ص۱٦٤ باب ترك القنوت (قدیمی)

نوٹ:

مذکورہ تمام کتابوں میں ''اربعین'' کے بجائے شہراً کا لفظ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں صرف ایک مہینہ قنوت پڑھی ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی امام صاحب کے استاد عطیہ بن سعد بن جنادہ کوفی ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ (تنسیق النظام ص۷۲ مکتبۃ المیزان)

عطیہ عوفی متکلم فیہ راوی ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں صدوق کہا ہے۔

(تقریب جلد ا ص ۹۷۸ (قدیمی)

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عطیہ اجلاء تابعین میں سے ہیں۔

(تنسیق النظام ص۷۳ مکتبة المیزان)

عطیہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

(تهذيب الكمال جلد۲۰ ص۱٤٦ مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت)

عطیہ کی وفات سن ۱۲۲ ہجری میں ہوئی۔ (تقریب جلد ا ص ۹۷۸ (قدیمی)

حدیث کی سند میں تیسرے راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف چالیس دن صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھی ہے اور بعض روایت میں ایک مہینے کا ذکر ہے اور ابوداؤد اور نسائی میں روایت موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ قنوت نازلہ پڑھی اور چھوڑ دی۔ تو امام صاحب سے مروی یہ مذکوہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وتر کے علاوہ فرض نمازوں میں روزانہ اور ہمیشہ قنوت نازلہ نہیں پڑھی جائے گی بلکہ جب مسلمانوں کو کسی حادثہ نے آلیا ہو یا کوئی وبا مثلاً قحط یا کسی کو دشمن کے حملہ کا خوف ہو تو پھر یہ پڑھی جائے گی ورنہ دیگر امن وامان کے حالات میں بالکل نہیں پڑھی جائے گی۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد ا ص ۹۴۷ مکتبہ العلم)

(٦١)......اداءِ حج میں جلدی کرنا

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيُعَجِّلْ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ سے وہ ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حج کا ارادہ کرنا چاہیے کہ اس ارادہ کی تکمیل میں جلدی کرے۔

(مسند حصکفی کتاب الحج، باب التعجیل فی الحج، حدیث نمبر ۲۲۰)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۴۳ باب فی التجارة فی الحج (اقرا قرآن کمپنی)

(۲) سنن ابن ماجة ص۲۰۷ باب الخروج الی الحج (قدیمی)

(۳) مسند امام احمد جلد۱ ص۲۱٤، ۳۲۳، ۳۵۵

(٤) سنن الکبرٰی للبیهقی جلد٤ ص۳٤۰ باب یستحب من تعجیل الحج اذا قدر علیه

(۵) المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۸ ص۲۸۸

(٦) تاریخ بغداد جلد۵ ص٤۷

(۷) سنن دارمی جل۲ ص۲۸

(۸) مستدرك حاکم جلد۱ ص٤٤۸

(۹) امالی لابن سمعون جلد۲ ص۱۸۵

(۱۰) دولابی جلد۲ ص۱۲

(۱۱) دارمی جلد۲ ص۴۵، حدیث نمبر ۱۷۸٤

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ جو شخص حج کرنے پر قادر ہو پس اس کو چاہیے کہ جلدی کرے اور فرصت کو غنیمت جانے اس لیے کہ اس کی تاخیر میں بہت سی آفتیں ہیں اور ہمارے مذہب کی صحیح روایت اور امام مالک اور احمد سے یہ ہے کہ حج علی الفور واجب ہے یعنی جب حج فرض ہو جائے اور جانے کا موسم آ جائے۔ اور قافلہ بہم پہنچے اگر قافلہ کی ضرورت ہو تو اس سال حج کرے۔ دوسرے سال تک تاخیر نہ کرے اگر کئی سال تک تاخیر کرے گا تو فاسق ہوگا اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ پھر اگر اسباب جاتا رہے تو قرض اس کے ذمے رہے گا اور امام محمد رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک واجب علی التراخی ہے یعنی اخیر عمر تک جائز ہے جیسے کہ نماز کی تاخیر آخری وقت تک جائز ہے۔ مگر جب حج کے فوت ہونے کا گمان ہو تو تاخیر نہ کرے۔ اگر کوئی شخص حج فرض ہونے کے بعد مر گیا اور اس نے حج نہ کیا تو وہ تمام کے نزدیک گنہگار ہوا اور ہمارے علماء نے لکھا ہے کہ اگر وہ حج نہ کرے اور اس کا مال ضائع ہو جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مال قرض لے۔ اگرچہ اس کے ادا پر وہ قادر نہ ہو اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قرض کی عدم ادائیگی کی وجہ سے مواخذہ نہیں کرے گا بشرطیکہ وہ ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو۔ جب قادر ہوں گا تو ادا کروں گا۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۲ ص۶۹۴ مکتبۃ العلم)

(۶۲)...... باندی کی طلاق

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَاقُ الْاَمَةِ اثْنَتَانِ وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا باندی کی طلاق دو مرتبہ ہے اور اس کی مدت دو حیض ہیں۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِي طَلَاقِ الْاَمَةِ، حديث نمبر ۲۹۳)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۲٤ باب ماجاء ان طلاق الامة تطليقتان (قديمی)

(۲) سنن ابن ماجة ص۱۵۰، ۱۵۱، باب فی طلاق الامة وعدتها (قديمی)

(۳) عقود الجواهر المنيفة

(٤) دار قطنی جلد٤ ص۳۸

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ لونڈی دو طلاقوں سے مطلقہ ہو کر حرام ہو جاتی

ہے جیسے کہ آزاد عورت تین طلاقوں سے حرام ہوتی ہے پس دو طلاقیں اس کے حق میں بمنزلہ تین طلاق کے ہے اور اس کی عدت دو حیض ہے جیسا کہ آزاد عورت کی عدت تین حیض ہے اور اگر اس کو حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہوگی اور لونڈی کی ڈیڑھ ماہ ہوگی۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ طلاق و عدت میں اعتبار عورت کا ہے' مرد کا نہیں پس اگر عورت آزاد ہوگی تو وہ تین طلاق سے حرام ہوگی اور اس کی عدت تین حیض ہوگی اگر چہ وہ کسی غلام کے نکاح میں ہو اور اگر لونڈی ہو تو طلاقیں اس کی دو ہوں گی اور اس کی عدت بھی دو حیض ہوگی اگر چہ اس کا خاوند آزاد ہو۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول اس کے موافق ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں طلاق و عدت میں مرد کا اعتبار ہوگا۔ اگر مرد آزاد ہوگا تو وہ تین طلاقوں سے مغلظہ ہوگی اور اس کی عدت تین حیض ہوگی اگر چہ وہ عورت لونڈی ہو اور اگر مرد غلام ہوگا تو اس کی بیوی دو طلاقوں سے مغلظہ ہو جائے گی اور اس کی عدت دو حیض ہوگی اگر چہ بیوی آزاد ہو۔

یہ روایت اس پر بھی دال ہے کہ عدت حیض سے شمار ہوگی نہ کہ طہر سے جیسا کہ ہمارا مذہب ہے۔

اور اس روایت سے اس پر بھی دلالت ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ثلاثة قروء" میں قروء سے حیض مراد ہے نہ کہ طہر۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد ۳ ص ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴ مکتبہ العلم)

(۶۳)......سود ادھار میں ہوتا ہے

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَطِیَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا وَالتَّمَرُ بِالتَّمَرِ وَالْفَضْلُ رِبٰوا وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلاً

بِمِثْلٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا.

وَفِیْ رِوَایَةٍ الذَّھَبُ بِالذَّھَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ یَدًا بِیَدٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا وَالْحِنْطَةَ بِالْحِنْطَةِ کَیْلاً بِکَیْلٍ یَدًا بِیَدٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ کَیْلاً بِکَیْلٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ سے وہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سونے کے بدلے برابر بیچو، کمی بیشی سود ہوگی، چاندی کو چاندی کے بدلے برابر وزن کے ساتھ بیچو، کمی بیشی سود ہوگی، کھجور کو کھجور کے بدلے برابر بیچو، کمی بیشی سود ہوگی، جو کو جو کے بدلے برابر برابر بیچو، کمی بیشی سود ہوگی، نمک کو نمک کے بدلے برابر برابر بیچو، کمی بیشی سود ہوگی، ایک روایت میں گندم کا ذکر بھی آیا ہے۔

(مسند حصکفی باب الربوٰ فی النسیئة، حدیث نمبر ۳۳۰)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۹۰ باب بیع الفضة بالفضة (المیزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۲٤، ۲۵ باب الربا (مکتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۱۹٤ باب صرف الذھب بالورق (قدیمی)

(٤) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۳۵، باب ما جاء ان الحنطة بالحنطة مثلا بمثل و کراھیة التفاضل فیہ، باب ما جاء فی الصرف (قدیمی)

(۵) سنن ابی داؤد جلد۲ ص٤۷٦، باب فی حلیة السیف تباع بالدراھم (مکتبة الحسن)

(٦) موطا امام مالك ص٥٨٢ باب بيع الذهب بالورق عينا و تبرا (مكتبة الحسن)

(٧) سنن النسائي جلد٢ ص٢٢٠ باب بيع الشعير بالشعير ص٢٢١، باب بيع الدرهم بالدرهم (قديمي)

(٨) مسند امام ابي حنيفة لابي نعيم اصبهاني ص١٩٦

(٩) بيهقي جلد٥ ص٢٢٨، ٢٧٦

(١٠) مسند امام احمد جلد٣ ص٤٩، ٥٠، ٦٦، ٦٧، ٩٧

(١١) ابن جارود حديث نمبر ٦٤٨

(١٢) مستدرك حاكم جلد٢ ص٤٩

(١٣) طحاوی جلد٢ ص٢٣٢

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

شریعت میں ربو یعنی سود اس اضافے کو کہا جاتا ہے جو عوض سے خالی ہو یعنی وہ اضافہ کسی شیء کے بدلہ میں نہ ہو اور عقد یعنی معاملہ کرتے وقت اس اضافے کی شرط لگائی جائے ربو (سود) اصل میں دو قسم کا ہے۔

(۱)..... ربو نسیہ یعنی نقد کو ادھار یعنی وعدے کے ساتھ بیچنا جب کہ جنس یا قدر میں مشترک ہو۔

(۲)......ربو فضل یعنی تھوڑے کو زیادہ کے بدلے میں بیچنا جب کہ جنس اور قدر ایک ہو تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں قسمیں حرام ہیں۔

یاد رکھیے کہ حنفیہ کے نزدیک سود کی حرمت کی علت (وجہ) قدر مع الجنس ہے۔ قدر کا

معنی ہے کہ کسی چیز کا کیلی یا موزونی ہونا یعنی وہ چیز کیل کر کے یا وزن کر کے بیچی جاتی ہو اور جنس سے مراد کسی شی کی حقیقت ہے۔ مثلاً گندم کا گندم ہونا، چاول کا چاول ہو وغیرہ لہٰذا جہاں دو چیزیں قدر اور جنس میں متحد ہوں گی تو وہاں کمی وبیشی اور ادھار کے ساتھ لین دین حرام سود ہوگا۔ مذکورہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بات بیان فرمائی ہے کہ سونے کو سونے کے بدلے میں کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا حرام ہے کیونکہ دونوں ایک جنسی بھی ہے اور قدر بھی ہے تو دونوں علتیں موجود نہ ہو تو کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز تو ہوگا لیکن ادھار پھر بھی حرام ہے۔ مثلاً گندم کی بیع چاول کے بدلے میں تو یہ کمی بیشی کے ساتھ بالکل جائز ہے کیونکہ یہاں دونوں علتیں موجود نہیں بلکہ صرف ایک علت ہے۔ اور وہ قدر ہے (یعنی موزونی ہونا) جنس نہیں ہے کیونکہ چاول الگ جنس ہے اور گندم الگ جنس ہے تو اس قسم کی بیع کمی زیادتی کے ساتھ تو جائز ہے لیکن ادھار بیع کرنا جائز نہیں۔ ادھار کی صورت میں سود کی علت نہ بھی پائی جائے پھر بھی بیع (خرید وفروخت) حرام ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق ترمیم واضافہ جلد ۳ ص ۹۷ مکتبہ العلم)

(۶۴)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قصداً جھوٹی بات کی نسبت کرنے پر سخت وعید کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَطِیَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ سے روایت کرتے ہیں، وہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص

جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے اسے جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالینا چاہیے۔

(مسند حصکفی کتاب العلم، باب مَا جَاءَ فِی تَغْلِیْظِ الْکِذْبِ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حدیث نمبر ۳۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۱، باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۷، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مکتبۃ الحسن)

(۳) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۵۱٤، باب التشدید فی الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مکتبۃ الحسن)

(٤) سنن ابن ماجۃ ص۵، باب التغلیظ فی تعمد الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (قدیمی)

(۵) جامع الترمذی جلد۲ ص۹٤، باب ماجاء فی تعظیم الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص۱۲۳، باب ماجاء فی الذی یفسر القرآن برایہ، ص۵۱، ابواب فتن (قدیمی)

(٦) سنن دارمی جلد۱ ص٧٦، ٧٧، باب اتقاء الحدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتثبت فیہ

(۷) مستدرک حاکم جلد۱ ص۷۷، ۱۰۲

(۸) سنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص۲۷٦

(۹) مشکل الآثار لطحاوی جلد۱ ص٤٠

(۱۰) معانی الآثار لطحاوی جلد۲ ص۱۲۸، ۲۹۵

(۱۱) مسند امام احمد جلد۲ ص۱۱۳، ۲۰۳

(۱۲) مجمع الزوائد جلد۱ ص۱۴۲، ۱۴۸

(۱۳) فتح الباری جلد۱ ص۲۰۲، ۲۰۴

(۱۴) مسند ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص۱۲۵، ۱۹۵

(۱۵) مسند ابی حنیفه لابن خسرو بلخی جلد۱ ص۴۷۲

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کا انجام بیان کیا ہے۔ اس کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے اس سے معلوم ہوا کہ حدیث بیان کرنے میں انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ جب انسان کو پوری تسلی اور یقین ہو جائے کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر لوگوں کے سامنے بیان کرے۔ جب تک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اطمینان نہ ہو اس وقت تک لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے صرف اس کو بیان کرنا چاہیے جس کے بارے میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا یقین یا غلبہ ظن ہو۔ ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط نسبت ہو جائے کیونکہ جھوٹ اور غلط نسبت پر شدید وعید مذکور ہے۔

(ماخوذ شرح مسند اعظم ص۳۱۳ مکتبہ العلم)

(۶۵)......شفاعت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

قَالَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدِ الشَّفَاعَةُ يَعِذُّبُ اللّٰهُ تَعَالٰی قُوْمًا مِنْ اَهْلِ الْاِیْمَانِ بِذُنُوْبِهِمْ ثُمَّ یُخْرِجُ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُؤْتٰی بِهِمْ نَهْرًا یُقَالُ لَهُ الْحَیَوَانُ فَیَغْتَسِلُوْنَ فِیْهِ ثُمَّ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَیُسَمُّوْنَ فِی الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِیِّیْنَ ثُمَّ یَطْلُبُوْنَ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی فَیَذْهَبُ عَنْهُمْ ذٰلِكَ الْاِسْمُ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ یُخْرِجُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَوْمًا مِنْ اَهْلِ النَّارِ مِنْ اَهْلِ الْاِیْمَانِ وَالْقِبْلَةِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ هُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ فَیُؤْتٰی بِهِمْ نَهْرًا یُقَالُ لَهُ الْحَیَوَانُ فَیُلْقَوْنَ فِیْهِ فَیَنْبُتُوْنَ بِهٖ كَمَا یَنْبُتُ الثَّعَارِیْرُ ثُمَّ یُخْرِجُوْنَ مِنْهُ وَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَیُسَمُّوْنَ فِیْهَا الْجَهَنَّمِیِّیْنَ ثُمَّ یَطْلُبُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْ یُّذْهِبَ عَنْهُمْ ذٰلِكَ الْاِسْمُ فَیُذْهِبَ عَنْهُمْ. وَزَادَ فِیْ اٰخِرِهٖ وَعُتَقَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰی. وَرَوٰی اَبُوْ حَنِیْفَةَ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ اَبِیْ رُوْبَةَ شَدَّادِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ عوفی سے روایت کرتے ہیں، وہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''مقام محمود'' والی آیت میں ''مقام محمود'' سے مراد ''شفاعت'' ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی ایک جماعت کو ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کرے گا، اس کے بعد میری سفارش پر انہیں جہنم سے رہائی نصیب ہوگی؛ جہنم سے رہائی کے بعد انہیں ''حیوان'' نامی ایک نہر پر لایا جائے گا' وہ اس میں غسل کریں گے' پھر جنت میں داخل ہوں گے۔ جنت میں انہیں ''جہنمی'' کہہ کر پکارا جائے گا' پھر وہ اللہ سے درخواست کریں گے تو یہ نام بھی ان سے دور کر

دیا جائے گا۔

ایک دوسری روایت میں بھی یہی مضمون آیا ہے جس کے...... میں یہ اضافہ بھی ہے اس کے بعد انہیں ''اللہ کے آزاد کردہ لوگ'' کہا جانے لگے گا' نیز امام صاحب نے اس روایت کو ایک دوسری سند سے بھی نقل کیا ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الایمان، باب مَا جَاءَ فِی الشَّفَاعَةِ حدیث نمبر ۲۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے الفاظ کی کمی زیادت کے ساتھ اپنی کتابوں میں اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔ اگرچہ الفاظ کی کمی زیادتی ہے لیکن مفہوم و معنی بعینہٖ وہی ہے جو امام صاحب رحمہ اللہ سے مروی ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص۱۰٤ باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدین من النار (مکتبة الحسن)

(۲) مسند امام ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص۱۲٤

(۳) جامع المسانید لامام خوارزمی جلد۱ ص۱٤۷

(٤) مشکوٰة جلد۲ ص۵۰۱، باب الحوض والشفاعة (مکتبه رحمانیه)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے تینوں راویوں کے حالات گزر چکے ہیں۔ یہ روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے امام صاحب رحمہ اللہ نے دو مختلف سندوں سے نقل فرمائی ہے اور دونوں سندوں سے یہ روایت ''ثنائیات'' کے درجے میں آتی ہے ایک سند میں امام صاحب رحمہ اللہ کے استاد عطیہ ہیں اور دوسری سند میں شداد میں عبدالرحمٰن ان کے استاذ ہیں۔

شرح حدیث:

شفاعت کے بارہ میں جو ہم معنی احادیث وارد ہیں وہ تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں ان ہی

میں ابی سعید سے امام مسلم ایک لمبی حدیث لائے ہیں جو اسی کے ہم معنی ہے۔ بزاز ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بسند ثقات حدیث مرفوع روایت کرتے ہیں۔ طبرانی اوسط میں مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت لاتے ہیں اور اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے الفاظ کا کہیں کہیں اختلاف ہے۔ مضمون تقریباً ایک ہی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کنز مدفون میں شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ اقسام بیان کرتے ہیں۔ ایک وہ جو شفاعت عظمیٰ کے نام سے موسوم ہے جو تمام انبیاء ورسل علیہم السلام میں آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ اس وقت کی جائے گی کہ ساری مخلوق کے معدنیات فیصل ہوتے ہوں گے۔ دوسری وہ شفاعت جو اس امت کا حساب جلد لینے کے لیے کی جائے گی۔

چنانچہ ابن ابی الدنیا نے ایک لمبی مرفوع حدیث ان الفاظ سے نقل کی ہے کہ اے میرے رب ان کا حساب جلد لیجیے تو وہ بلائے جائیں گے تیسری وہ شفاعت جو ان لوگوں کے بارہ میں کی جائے گی جن کو دوزخ میں لے جانے کا حکم ہو گا۔ پھر وہ اس شفاعت سے نجات پائیں گے۔ ابن ابی الدنیا نے اس کی بھی ایک مرفوع حدیث میں روایت کی ہے۔ بدیں الفاظ کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت کو دوزخ کا حکم ملے گا تو کہنے لگیں گے۔ اے محمد! سفارش کیجیے میں فرشتوں سے کہوں گا۔ ذرا ان کو روکے رکھو پھر میں چلا جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ سے حاضری کی درخواست کروں گا۔ تو مجھ کو سجدہ کی اجازت ملے گی پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ جاؤ اور ان کو نکال لاؤ۔ چوتھی وہ شفاعت جو کہ آپ اپنے چچا حضرت ابی طالب کے حق میں فرمائیں گے کہ ان کا عذاب گھٹ جائے۔ پانچویں وہ شفاعت جو آپ چند اقوام کے بارہ میں فرمائیں گے کہ وہ ملا جو سب جنت میں جائیں۔ قاضی عیاض نے اس کا ذکر کیا ہے۔ چھٹی وہ شفاعت جو آپ ان سب کے جنت میں داخل ہونے کے بارہ میں کریں گے۔ جن کو جنت کا حکم مل چکا ہے۔ ساتویں وہ شفاعت جو آپ جنتیوں کے بارہ میں

فرمائیں گے کہ ان کے درجات بلندیوں اوران کے اعمال سے زائدان کواعزازنصیب ہو۔ معتزلہ اس شفاعت کو مانتے ہیں۔ آٹھویں وہ شفاعت جو آپ مرتکبین گناہ کبیرہ کے حق میں فرمائیں گے جو دوزخ میں بھیجے جا چکے ہیں اور وہ آپ کی شفاعت سے دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ (ماخوذ شرح مسندامام اعظم ص ۵۹ محمد سعیدا اینڈ سنز)

مقام محمود کی تشریح وتعریف کے سلسلے میں محدثین اور مفسرین نے تفصیلی کلام فرمایا ہے لیکن ہم ان تمام اقوال کی صحت کوتسلیم کرتے ہوئے ''مقام محمود'' کی تعریف یوں بھی کر سکتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام امتیازات جو قیامت کے دن ساری کائنات کے سامنے روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائیں گے اور آپ کی وہ تمام خدمات جو ہر انسان اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہوگا اور آپ کی وہ تمام خوبیاں جن پر خالقِ کائنات بھی آپ کی مدح سرائی کرتا ہے، ان امتیازات وخدمات اور خوبیوں کو''مقامِ محمود'' کہتے ہیں۔

(٦٦)......فراست مومن کا بیان

حَمَّادٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَطِیَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی ثُمَّ قَرَأَ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِیْنَ الْمُتَفَرِّسِیْنَ.

ترجمہ:

حماد اپنے والد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے وہ عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِیْنَ بمعنی فراست والے۔

(مسند حصکفی کتاب التفسیر، باب مَا جَاءَ فِی فِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ حدیث نمبر ۵۰۲)

تخریج حدیث:

اس حدیث کومحدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) جامع الترمذی جلد٢ ص١٤٥، باب سورة الحجر (قدیمی)

(٢) میزان الاعتدال لذهبی جلد٥ ص١١٥٤

(٣) الفوائد لشوکانی حدیث نمبر ٢٤٣

(٤) الدر المنثور جلد٤ ص١٠٣

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اللہ کے نور سے دیکھنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں پہلا یہ کہ مؤمن ایمان کی بدولت اور مجاہدہ اور ریاضت کے طفیل سے درجہ ولایت کو پہنچتا ہے اور کرامت کے طور پر بعض بعض واقعات وحالات اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو صحیح دلائل کی روشنی میں اور تجربوں کے ماتحت اس کو ہر چیز کے بارہ میں صحیح علم بخشتے ہیں اور عاقبت اندیشی اور دور اندیشی میں اس میں بلند درجہ کی پیدا ہو جاتی ہے اور زندگی میں وہ اپنے لیے صحیح تر راستہ دریافت کر لیتا ہے۔ (ماخوذ مسند امام اعظم مترجم ص٣٩٩ محمد سعید اینڈ سنز)

(٦٧)...... پانی جس چیز سے ہٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَطِیَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا جَزَرَ عَنْهُ الْمَاءُ فَکُلْ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سمندر جس چیز سے ہٹ جائے اسے کھالو۔

(مسند حصکفی کتاب الاطعمه، باب مَا جَزَرَ عَنْهُ الْمَاءُ حدیث نمبر ٤٠١)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) سنن ابی داؤد جلد٢ ص٥٣٤، باب فی اکل الطافی من السمك (مكتبة الحسن)

(٢) سنن ابن ماجة ص٢٣٤، باب الطافی من صيد البحر (قديمی)

(٣) مصنف ابن شيبة جلد٥ ص٣٨١، باب ما قذف به فی البحر و جزر عنه الماء

(٤) سنن الكبرىٰ للبيهقی جلد٩ ص٢٥٦، باب من كره اكل الطافی

(٥) سنن دار قطنی جلد٤ ص٢٩٨

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

جو مچھلی مر کر پانی کے اوپر آ جائے اس کے علاوہ سب مچھلیاں حلال۔ ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ جس مچھلی کو تم زندہ شکار کرو تو اس کو کھاؤ۔ اور جس کو تم مردہ پانی میں تیرتی ہوئی پاؤ اس کو مت کھاؤ۔

(مطبوعہ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص٣٤٣ ، سعید اینڈ سنز)

(۶۸)......جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہ کرے

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ يَشْكُرُ اللهَ مَنْ لَّا يَشْكُرُ النَّاسَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔

(مسند حصکفی کتاب الادب، باب مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ حديث نمبر ٤٦٧)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد کے ساتھ اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) جامع الترمذی جلد۲ ص۱۷، باب ماجاء فی الشکر لمن احسن الیك (قدیمی)

(۲) سنن ابی داؤد جلد۲ ص٦٦٢ باب فی شکر المعروف (مکتبة الحسن)

(۳) مجمع الزوائد جلد۸ ص۱۸۱

(٤) الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۲۱۸

(٥) صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۲۰۷۰

(٦) مسند طیالسی ص۳۲۹، حدیث نمبر ۲٤۹۱

(۷) مسند امام احمد جلد ۲ ص۲۹٥، ۳۰۲، ۳۸۸، ٤۹۲

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

ملاعلی قاری اس کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ظاہر ہے جس نے بندے کا تھوڑا سا احسان نہ مانا اس کا شکریہ ادا نہ کیا تو وہ کس طرح اللہ کے زبردست اور لاتعداد احسانات کا شکر ادا کرے گا۔ یا فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ بندوں کے احسانات بھی چونکہ دراصل اللہ ہی کے احسانات ہیں۔ اس لیے جس نے بندوں کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کیا تو اس نے گویا اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ص۲۷۴ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۶۹)......خطبہ سے پہلے بیٹھنے کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ جَلَسَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ جَلْسَةً خَفِيْفَةً.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر رونق افروز ہوتے تو خطبہ سے قبل تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ جاتے تھے۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب مَا جَاءَ فِي الْجَلْسَةِ قبل الخطبة حدیث نمبر ۱۴۰)

تخریج حدیث:

(۱) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۵٦، باب الجلوس اذا صعد المنبر (اقرأ قرآن کمپنی)

(۲) بخاری جلد۱ ص۱۲٤، باب الاذان یوم الجمعة (مکتبۃالمیزان)

بخاری والی روایت مذکورہ حدیث کے لیے بطور شواہد کے ہے۔ بخاری والی روایت میں مرکزی راوی سائب بن یزید نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانے کا عمل بیان فرمارہے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں ایسا ہوتا تھا کہ امام خطیب اذان (خطبہ) سے پہلے منبر پر آ کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے تینوں راویوں کے حالات گزر چکے ہیں۔

(۷۰)......عورت کے ساتھ اس کی پھوپھی یا خالہ کو ایک نکاح میں جمع کرنا

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَطِیَّةَ الْعَوْفِیْ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لاَ تَزَوَّجَ الْمَرْاَةَ عَلٰی عَمَّتِهَا وَخَالَتِهَا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ عوفی رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی۔ ، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ اپنے نکاح میں رکھ کر نکاح نہ کیا جائے۔ (دونوں کو

جمع نہ کیا جائے)

(مسند حارثی باب لا یجمع بین المرأة وعمتها وخالتها حدیث نمبر ٢٦٨)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) بخاری جلد٢ ص٧٦٦، باب لا تنکح المرأة علی عمتها (المیزان)

(٢) مسلم جلد١ ص٤٥٢، ٤٥٢، باب تحریم الجمع بین المرأة وعمتها او خالتها (مکتبة الحسن)

(٣) جامع الترمذی جلد١ ص٢١٤، باب ما جاء لا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد٢ ص٨١، باب تحریم الجمع بین المرأة وخالتها (قدیمی)

(٥) سنن ابن ماجة ص١٣٨، ١٣٩، باب لا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها (قدیمی)

(٦) مسند ابی حنیفة لابن خسرو البلخی جلد٢ ص٨٢١، حدیت نمبر ١٢٦٢

(٧) کتاب الآثار لامام محمد ص٢٤٤

(٨) مصنف ابن ابی شیبة جلد٣ ص٥٢٦، باب فی المرأة تنکح علی عمتها او خالتها

(٩) مسند ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص١٩١

(١٠) سنن المجتبیٰ جلد٦ ص٩٨ باب تحریم الجمع بین المرأة

وخالتها، حدیث نمبر ۲۲۹۷، ۲۲۹۸

(۱۱) مسند امام احمد جلد۱ ص۷۷، حدیث نمبر ۵۷۷

(۱۲) المعجم الکبیر للطبرانی جلد۷ ص۲۱۸، حدیث نمبر ۶۹۰۸

(۱۳) عقود الجواهر المنیفة جلد۱ ص۱۴۳

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث کی تشریح پہلی حدیث کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

(۷۱)......کیا کوئی مسلمان کسی عیسائی کا وارث ہوسکتا ہے؟

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَرِثُ الْمُسْلِمُ النَّصْرَانِیَّ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ عَبْدَهٗ اَوْ اَمَتَهٗ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان عیسائی کا وارث نہیں ہوسکتا الا یہ کہ وہ اس کا غلام یا باندی ہو۔

(مسند حصکفی کتاب الوصایا باب هَلْ یَرِثُ الْمُسْلِمُ النَّصْرَانِیَّ؟ حدیث نمبر ۵۱۶)

تخریج حدیث:

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۰۰، باب: یرث المسلم الکافر ولا الکافر

المسلم (مكتبة الميزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۳۳، كتاب الفرائض (مكتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۲ ص۳۱، باب فی ابطال الميراث بين المسلم والكافر (قديمی)

(٤) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۴۰۲، باب هل يرث المسلم الكافر والكافر المسلم (مكتبة الحسن)

(٥) سنن ابن ماجة ص۱۹۵، باب ميراث اهل الاسلام فی اهل الشرك (قديمی)

(٦) دارمی جلد۲ ص۳۶۹

(۷) مؤطا امام مالك ص٦٦٦، باب ميراث اهل الملل (مكتبة الحسن)

(۸) دار قطنی جلد٤ ص٧٤، حديث نمبر ٤٥٦

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں یہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام محمد بن مسلم بن تدرس ہے ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ ابوزبیر مکی ہیں اور حکیم بن حزام بن خویلد قرشی کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ابوزبیر جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے امام مالک، ثوری، عبید اللہ بن عمر رحمہم اللہ اور بہت سے لوگوں نے روایت کیا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ مکہ کے تابعی ہیں۔(تنسيق النظام ص۷۲ مكتبة الميزان)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ کو یعقوب بن شیبہ۔ ثقہ کہا ہے۔ اور محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے فرمایا کہ میں نے ابن مدینی سے ابوزبیر کے بارے میں

سوال کیا تو ابن مدینی نے فرمایا کہ ابوزبیر ثقہ ہیں۔اور ہشیم نے حجاج کے حوالے سے فرمایا اور ابن ابی لیلیٰ نے عطا کے حوالے سے فرمایا کہ حجاج اور عطاء فرماتے ہیں کہ ہم جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو جب ہم ان کے پاس سے نکلے تو ہم نے ان سے سنی ہوئی حدیثوں کا مذاکرہ کیا تو ابوزبیر نے ہم سے زیادہ حدیثیں یاد کی تھیں۔عثمان دارمی نے فرمایا کہ میں نے یحییٰ سے ابوزبیر کے متعلق کہا تو یحییٰ نے فرمایا کہ ابوزبیر ثقہ ہیں۔عثمان فرماتے ہیں کہ پھر میں نے کہا کہ آپ کے نزدیک محمد بن منکدر زیادہ محبوب ہیں یا ابوزبیر تو یحییٰ نے فرمایا کہ دونوں ہی ثقہ ہیں اور ابن سعد نے فرمایا کہ ابوزبیر کثیر الحدیث ثقہ راوی تھے۔
(تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۴۴۳، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

اس حدیث کی سند کے تیسرے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

مسلمان اور کافر کے درمیان مسئلہ توارث کی مختصر وضاحت یہ ہے کہ اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔البتہ اس میں ضرور اختلاف ہے کہ آیا مسلمان کافر کا وارث ہوتا ہے یا نہیں۔جمہور صحابہ و تابعین وائمہ اربعہ کا یہ ہی مسلک ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔ان کی حجت یہ ہی حد ث ہے یا اس جیسی احادیث جو کتب صحاح میں وارد ہیں کہ ان میں توریث سے صاف انکا ہے سوا اس صورت کے کہ نصرانی مرد غلام ہو یا نصرانی عورت۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور عزت معاویہ رضی اللہ عنہ اور سعید بن میتب رحمۃ اللہ علیہ اور مسروق رحمۃ اللہ علیہ توریث کے قائل ہیں۔اور ہ اس حدیث کو پیش نظر رکھتے ہیں کہ "الاسلام یعلوا ولا یعلی" کہ اسلام لب رہتا ہے نہ مغلوب مگر یہ دلیل قوی نہیں کیونکہ اس حدیث میں محض فضیلت اسلام کا ذ ہے۔نہ ارث کا بخلاف احادیث مذہب اول کے کہ ان میں ارث سے صاف انکار ہے۔پھر ارشاد الساری میں ہے کہ اگر نصرانی مسلمان کا غلام ہو تو مسلمان نصرانی کے مرنے بعد اس کے مال کا حق دار اس لیے بنتا ہے

کہ غلام کا مال اس کی ملک نہیں۔ وہ دراصل اس کا آقا ہے تو گویا مسلمان آقا ہونے کے سبب اس کے مال کا مستحق بنتا ہے۔ نہ وارث ہونے کی حیثیت ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۴۰۹ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۷۲)...... تہبند کے بغیر حمام میں داخل نہ ہونے کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ يَدْخُلَ الْحَمَّامَ اِلَّا بِمِئْزَرٍ وَمَنْ لَمْ يَسْتُرْ عَوْرَتَهُ مِنَ النَّاسِ كَانَ فِي لَعْنَةِ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی ایسے شخص کے لیے جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو، حلال نہیں کہ تہبند کے بغیر حمام میں داخل ہو اور اس نے اپنی شرمگاہ کو لوگوں سے چھپا نہ رکھا ہو، کیونکہ ایسا کرنے والا اللہ کی، فرشتوں اور تمام مخلوق کی لعنت میں ہوتا ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الادب، باب مَنْ لَمْ يَدْخُلِ الْحَمَّامَ اِلَّا بِمِئْزَرٍ حدیث نمبر ۴۶۳)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن نسائی جلد۱ ص۷۰، باب الرخصہ فی دخول الحمام (قدیمی)

(۲) جامع الترمذی جلد۲ ص۱۰۷

(۳) کامل لابن عدی جلد۲ ص۲۷۲۸

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے بارے میں سخت وعید فرمائی ہے جو بغیر کسی شرعی عذر کے اپنا ستر لوگوں کو دکھاتے ہیں بلکہ فرمایا کہ ایسے آدمی پر اللہ کی، فرشتوں اور تمام مخلوق کی لعنت ہوتی ہے یعنی اپنے شرمگاہ کو لوگوں کو بے باکی سے دکھانا اللہ کو سخت ناراض کرتا ہے۔ تو پھر فرشتوں اور اللہ کی مخلوق کی پھٹکار لعنت ایسے بندے پر کیوں نہ ہو۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۲۷۳ ترمیم و اضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

نوٹ:

یاد رکھیے مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اور عورت کا ستر پورا جسم ہے۔

(۷۳)......سرکہ کی فضیلت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الْاَدَامُ الْخَلُّ.

ترجمہ:

امام حنیفہ رحمہ اللہ ابی زبیر سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سرکہ بہترین سالن ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الاطعمة، باب مَا قِيْلَ فِي الْخَلِّ حديث نمبر ۴۱۲)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی اسناد سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) صحیح مسلم جلد۲ ص۱۸۲، باب فضیلة الخل (مکتبة الحسن)

(۲) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۵۳۵، باب فی الخل (مکتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۲۳۸، باب الایتدام بالخل (قدیمی)

(٤) جامع الترمذی جلد۲ ص۵ باب ماجاء فی الخل (قدیمی)

(۵) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۷ ص۲۸۰، جلد ۱۰ ص۶۳

(٦) مستدرك حاكم جلد٤ ص٥٤

(۷) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۵٦۹

(۸) مصنف ابن ابی شیبة جلد۸ ص۱٤۹

(۹) مسند دارمی جلد۲ ص۱۰۱

(۱۰) شرح السنة للبغوی جلد۱۱ ص۳۰۹

(۱۱) مسند امام احمد جلد٤ ص٤۰۰

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے بھی تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

سرکہ کی تعریف وتوصیف میں بعینہٖ یہی الفاظ کتب صحاح ستہ میں متعدد طرق سے مروی ہیں ترمذی میں حضرت ام ہانی سے یوں روایت ہے: وہ کہتی ہیں کہ میرے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کچھ ہے۔ میں نے عرض کیا۔ حضور سوکھی روٹی ہے اور سرکہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لاؤ وہی لاؤ، جس

گھر میں سرکہ ہو وہ گھر ترکاری سے خالی نہیں۔ بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرکہ کو پسند فرماتے اور یہ طبیعت پاک کو بہت مرغوب تھا۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ص ۳۴۹ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۷۴)......مخابزہ سے ممانعت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابزہ سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِی النهی عن المخابزة حدیث نمبر ۳۵۲)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) صحیح مسلم جلد۲ ص۱۰، ۱۱. باب النهی عن المحاقلة والمزاینة وعن المخابزة (مکتبة الحسن)

(۲) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۴۸۳ باب فی المخابزة (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۴۵، باب ماجاء فی المخابزة والمعاومة (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۲ ص۲۱۹، باب بیع الزراع بالطعام (قدیمی)

(٥) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد٦ ص۱۲۸ ۱۳۲

(٦) مصنف ابن ابی شیبة جلد٦ ص۳٤٥ ۳٤٦

(۷) مشکل الآثار لطحاوی جلد٤ ص۹۳

(۸) مسند حمیدی، حدیث نمبر ۱۲٥٥

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی امام صاحب کے استاد ابوزبیر اور تیسرے راوی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

مخابرہ اور مزارعہ یہ دونوں قریب قریب معنی کے الفاظ ہیں۔ زمین کو کرایہ پر دینے کی دو صورتیں ہیں۔

(۱)...... زمین کی کسی پیداوار کے بدلے میں مثلاً ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کے بدلے میں زمین کو کرایہ پر دینا اس شرط کے ساتھ کہ بیج زمین کے مالک کا ہوگا اس معاملہ کو بیع مزارعہ کہتے ہیں۔

(۲)...... بیع مخابزہ میں بھی بالکل یہی صورت ہوتی ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مزارعہ میں بیج زمین کے مالک ہوتا ہے اور مخابزہ میں بیج مالک کا نہیں بلکہ عامل یعنی زمین پر کام کرنے والے مزدور کا ہوتا ہے یہ دونوں صورتیں زمین کا کرایہ پر دینے کی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک اس جیسی احادیث کی وجہ سے ناجائز ہیں۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم ص ۳۲۲ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۷۵)...... شیطان کا فتنہ پیدا کرنا

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عن ابن الزبیر عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ قَالَ عَرْشُ اِبْلِیْسَ عَلَی الْبَحْرِ فَیَبْعَثُ سَرَایَا فَیَفْتَنُوْنَ النَّاسَ فَاَعْظَمُهُمْ عِنْدَهٗ اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابن زبیر سے وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابلیس سمندر پر اپنا عرش بچھاتا ہے اس کے بعد شیطانوں کے لشکر بھیجتا ہے۔ یہ شیطان لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتے ہیں۔ جس کا فتنہ زیادہ بڑا ہوتا ہے وہ ابلیس کے نزدیک زیادہ بڑا ہوتا ہے۔

(جامع المسانید جلد۲ ص۱۱۵ حدیث نمبر ۱۱۷)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسند امام احمد جلد۲ ص۳۲۲، ۳۸٤. ۳٥٤

(۲) البدایه و النهایه جلد۱ ص۵۸، ۵۹

(۳) مسلم جلد۲ ص ۳۷٦، باب تحریش الشیطان وبعثه سرایا لفتنة الناس (مکتبة الحسن)

(٤) مشکٰوة جلد۱ ص۱۹ باب فی الوسوسة (مکتبه رحمانیه)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے بھی تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں ہے کہ شیطان اپنی حکومت کا تخت سمندر پر رکھتا ہے بعض علماء نے اس کو مجاز پر محمول کیا ہے۔ اس سے مراد شیطان کا تسلط اور غلبہ ہے اور بعض دیگر علماء کے نزدیک اپنے ظاہر اور حقیقت پر محمول ہے کہ شیطان فی الواقع اپنا تخت سلطانی سمندر پر رکھتا ہے اور پھر اپنی ذریت اور کارندوں کو فتنہ اور فساد کی کاروائیوں کے لیے روانہ کرتا ہے اور جب اس کی

اولاد اور کارندے واپس آ کر اپنی اپنی کارگزاریاں سناتے ہیں تو سب سے زیادہ اس کی کارگزاری پر خوش ہوتا ہے۔جس کا فتنہ زیادہ بڑا ہوتا ہے۔

مسلم جلد۲ص۳۷۶ کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ شیطان کا محبوب اور پسندیدہ کام خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالنا ہے۔ابلیس اپنے اس کارندے کے کام پر زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جو خاوند اور بیوی کے درمیان فتنہ، فساد، لڑائی اور جدائی ڈال دے کیونکہ میاں اور بیوی کے باہم تنازع سے غیظ وغضب اور غفلت میں ایسے جملے صادر ہو جاتے ہیں کہ جو بیوی کے لیے طلاق بائن کو مستلزم ہوں اور طلاق بائن یا مغلظ کی صورت میں بیوی اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے اور اس سے شیطان کی غرض وغایت یہ ہوتی ہے کہ خاوند اپنی حماقت اور جہالت کی وجہ سے عورت کو اپنی منکوحہ اور بیوی سمجھتا ہے اور وظیفہ زوجیت اس سے بدستور جاری وساری رکھتا ہے۔جب کہ حقیقت میں یہ فعل حرام ہوتا ہے اور اس فعل حرام کے نتیجہ میں ناجائز اور حرام کی اولاد پیدا ہوتی ہے جس سے روز بروز حرام زادوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور ایسے لوگ پھر دنیا میں فسق وفجور، گناہ ومعصیت فتنہ، فساد اور شر انگیزی کا کارنامہ سرانجام دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں روئے زمین پر فساد اور فتنہ عام ہو جاتا ہے امن اور سکون ختم ہو جاتا ہے۔الغرض خاوند اور بیوی کا تنازع ایک فتنہ اور فساد نہیں بلکہ یہ فسادات کثیرہ کو مستلزم ہے۔اس وجہ سے شیطان خوش ہوتا ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد ا ص ۱۸۱ مکتبہ العلم)

(۷۶)..... کلمہ توحید کی گواہی تک لوگوں سے قتال کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَاِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّى دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابوزبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں نے لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتا رہوں جب تک وہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کا اقرار نہ کرلیں، جب وہ اس کا اقرار کر لیں تو سمجھ لیں کہ انہوں نے اپنی جان و مال کو مجھ سے محفوظ کرلیا، سوائے اس کلمے کے حق کے' اوران کا حساب کتاب اللہ کے ذمے ہوگا۔

(مسند حصکفی کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا الله حدیث نمبر ۷)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۸، باب فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۳۷، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا الله (مکتبة الحسن)

(۳) مسند امام احمد جلد۱ ص۱۱، ۱۹، ۳۵، جلد۲ ص۳۷۷، جلد۳ ص۳۰۰

(٤) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۱ ص۷، ٥٤، جلد۲ ص۳۲، جلد۲ ص۹۲، جلد٤ ص١٠٤

(٥) مستدرك حاكم جلد۲ ص٥٢٢

(٦) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ٦٩١٦، ١٠٠٢٠، ١٠٠٢١، ١٠٠٢٢

(٧) سنن ابن ماجة ص٢٨١ باب الكف عمن قال لا اله الا الله (قديمي)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں بھی تینوں راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام صاحب کے استاد حضرت ابوزبیر اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں فرمایا حتی یقولوا لا الٰه الا الله ایک صورت تو اس کی یہ ہے کہ کافر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو اب ان کی جانیں اور مال محفوظ ہیں اور امن کی دوسری صورت یہ بھی ہے کہ مسلمان تو نہ ہوئے۔ لیکن اسلام کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا اور اسلام کے جھنڈے کے سائے میں امن کے خواہاں ہوئے۔ مثلاً جزیہ قبول کیا۔ صلح کے طالب ہوئے۔ اسلام کے اقتدار اعلیٰ کے سامنے سر جھکا دیا۔ تو یہ صورت بھی جانوں اور مالوں کو محفوظ کرنے کی ہے۔ گویا یہ بھی اس کلمہ کے اقرار میں داخل ہے۔ اِلَّا بِحَقِّهَا سے وہ مواقع مراد ہیں جن میں بسلسلہ تعزیرات اور نفاذِ احکام اسلام پر بھی ان کی جانیں بھی لی جائیں گی اور مال بھی مثلاً کسی کو مار ڈالا تو قصاص لیا جائے گا۔ زنا کاری کے مرتکب ہوئے رجم کیا جائے گا کسی کا مال غصب کر لیا ان کا مال چھینا جائے گا۔ اسی طرح زکوٰۃ وغیرہ میں ان کا مال لیا جائے گا۔ آخر میں فرمایا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ یعنی دلی حالت کے تجسس کا بار ہم پر نہیں۔ اگر زبان سے کلمہ پڑھ لیا اور دل میں نفاق ریا کاری۔ یا زندیقیت چھپائے رکھی تو اس کی باز پرس ہم سے نہیں۔ ان کے حساب کتاب اور مواخذہ کا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ اس ذمہ داری سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سبکدوش کیا ہے۔ چنانچہ اسی حدیث کے پیش نظر ملحدوں اور زندیقوں کی بہ قبول کر لی جاتی ہے ان کی دلی حالت سے کوئی سروکار نہیں رکھا جاتا۔

(ماخوذ سند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ص ۴۳ محمد سعید اینڈ سنز)

(۷۷)......ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کی ممانعت

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے کہ پھر اسی سے وضو کرے۔

(مسند حصکفی کتاب الطھارۃ، باب مَا ینھٰی عن البول فی الماء الدائم، حدیث نمبر ۴۲)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص۱۳۸، باب النھی عن البول فی الماء الراکد (مکتبة الحسن)

(۲) سنن النسائی جلد۱ ص۲۰، باب الماء الدائم ص۴٦، باب النھی عن البول فی الماء الراکد (قدیمی)

(۳) بخاری جلد۱ ص۳۷ باب البول فی الماء الدائم (مکتبة المیزان)

(٤) سنن ابن ماجة ص۲۹، باب النھی عن البول فی الماء الراکد (قدیمی)

(۵) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۱، باب کراھیة البول فی الماء الراکد (قدیمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۰، باب البول فی الماء الراکد

(اقرأ قرآن کمپنی)

(۷) الکامل لابن عدی جلد۵ ص۱۸۵۸

(۸) سنن الکبریٰ للبیھقی جلد۱ ص۲۲۸، ۲۲۹

نوٹ:

سنن ابی داؤد، ابن ماجہ وغیرہ میں (فی الماء الراکد) کے الفاظ ہیں جبکہ مذکورہ حدیث میں (فی الماء الدائم) کے اگرچہ لفظ کی تبدیلی ہے لیکن دونوں کا مفہوم و معنی بالکل ایک ہی ہے۔ اسی طرح مذکورہ حدیث کے آخر میں (ثم یتوضأ منه) ہے جب کہ بخاری، مسلم، ابوداؤد کے آخر میں (ثم یغتسل منه) ہے اگرچہ اس قسم کی تھوڑی سی تبدیلی ہے لیکن ان احادیث کا مفہوم و معنی بعینہٖ وہی ہے جو امام صاحب رحمہ اللہ سے مروی مذکورہ حدیث کا ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے بھی تمام راوی ثقہ ہیں۔ پہلے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں، دوسرے امام صاحب کے استاد ابوزبیر رضی اللہ عنہ ہیں اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں کھڑے پانی کے اندر پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے مراد ماء قلیل ہے۔ کیونکہ ماء قلیل وقوع نجاست سے نجس ہو جاتا ہے بخلاف ماء کثیر کے کہ وہ ماء جاری کے حکم میں آتا ہے اور وہ وقوع نجاست سے نجس نہیں ہوتا جب تک کہ اس میں تغیر نہ ہو۔ لہٰذا اگر تھوڑے پانی میں نجاست گر گئی تو اس سے غسل اور وضو درست نہیں اور اگر ماء کثیر

میں نجاست گر گئی تو اس سے غسل اور وضو درست ہے۔

بعض علماء کے نزدیک ماء کثیر میں پیشاب کرنا منع ہے اگر چہ وہ پانی پیشاب سے نجس نہیں ہوتا اس لیے کہ اگر اس میں کوئی آدمی پیشاب کرے گا تو اس کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اس میں پیشاب کریں گے۔ جس کے نتیجہ یہ ہوگا کہ سب لوگوں کو اس میں پیشاب کرنے کی عادت ہو جائے گی اور اس قدر کثرت کے ساتھ پیشاب کرنے سے لازماً آہستہ آہستہ اس پانی میں تغیر پیدا ہو جائے گا۔ پانی کے تغیر اور تبدل سے مراد اوصاف ثلاثہ کا تغیر ہے۔ یعنی رنگ، ذائقہ اور بو۔ کیونکہ ان اوصاف کے تغیر سے پانی کی اصل حقیقت اور ماہیت ہی تبدیل ہو جاتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہو گیا کہ جب ماء قلیل ہو تو اس صورت میں اس میں پیشاب نہ کرنے کی نہی تحریم پر محمول ہے کیونکہ ماء قلیل وقوع نجاست سے ناپاک ہو جاتا ہے اور ماء کثیر کی صورت میں نہی سے مراد نہی تنزیہی ہوگی اور علماء کے نزدیک یہ تمام تفصیل دن کے ساتھ مقید ہے۔ رات کے وقت مطلقاً پانی میں قضائے حاجت اور پیشاب کرنا منع ہے اس کی علت یہ ہے کہ ندی، نالے اور تالاب وغیرہ میں رات کے وقت کیڑے مکوڑے اور دیگر جانور ہو سکتے ہیں اور اس وقت پانی میں پیشاب وغیرہ کرنے سے تکلیف اور اذیت کا قوی امکان ہے۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد ۱ ص ۲۶۹ مطبوعہ مکتبہ العلم)

(۷۸)......آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کا حکم

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَکَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَقًا بِلَحْمٍ ثُمَّ صَلّٰی.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شوربے میں پکا ہوا گوشت تناول فرمایا

اس کے بعد (جدید وضو کیے بغیر ہی) نماز پڑھ لی۔

(مسند حصکفی کتاب الطهارة، باب مَا جَاءَ فِيمَا مَسَّتْهُ النَّارُ حديث نمبر ٤٧)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) مسلم جلد١ ص١٥٧، باب الوضوء مما مست النار

(مكتبة الحسن)

(٢) بخاری جلد١ ص٣٤، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق

(مكتبة الميزان)

(٣) سنن ابی داؤد جلد١ ص٢٥، باب فی ترك الوضوء مما مست النار

(اقرا قرآن كمپنی)

(٤) شرح معانی الآثار للطحاوی جلد١ ص٣٨، ٣٩، باب الوضوء مما غیرت النار (مطبع مجتبائی پاکستان)

(٥) سنن ابن ماجة ص٣٧ باب الرخصة فی ذلك (قديمی)

(٦) مؤطا امام مالك ص١٨ باب ترك الوضوء مما مست النار

(مكتبه الحسن)

(٧) سنن النسائی جلد١ ص٤٠، باب ترك الوضوء مما غيرت النار

(قديمی)

(٨) جامع الترمذی جلد١ ص٢٤، باب فی ترك الوضوء مما غيرت النار (قديمی)

(٩) الكامل لابن عدی جلد٢ ص٩٥٦

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے بھی تینوں راوی ثقہ ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس مذکورہ حدیث میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضوٹوٹتا ہے یانہیں۔تو جمہورائمہ کے نزدیک آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضونہیں ٹوٹتا۔

دلیل:

جمہورائمہ کا استدلال اوپر والی مذکورہ حدیث اوراس جیسی دوسری احادیث سے ہے جو دیگر کتابوں میں موجود ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکا ہوا گوشت تناول فرمایا۔ پھر اس کے بعد بغیر جدید وضو کے نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضونہیں ٹوٹتا۔ یہ حدیث ناسخ ہے کیونکہ یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل تھا جیسا کہ نسائی ص ۴۰، ابوداؤد ص ۲۵ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

یا یہ کہ جن روایتوں میں آگ پر پکی ہوئی چیز کے استعمال کے بعد وضو کرنے کا حکم ہے تو وہ حکم وجوب پرنہیں بلکہ استحباب پرمحمول ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مرتبہ وضو کیا ہےاور بعض مرتبہ وضونہیں کیااور یہ استحباب کی علامت ہے۔

یا یہ کہ جن روایتوں میں آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے کے بعد وضو کا ذکر ہے اس وضو سے مراد وضولغوی ہے یعنی ہاتھ اور منہ کا دھونا اس کی دلیل ترمذی میں حضرت عکراش رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔اس میں وضولغوی کا ذکر ہے۔

(ماخوذ مظاہرحق جلد ا ص ۲۶۱ مطبوعہ مکتبہ العلم)

(۷۹)......ایک کپڑے میں نماز کے جواز کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ ثَوْب وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لِأَبِي الزُّبَيْرِ غَيْرُ الْمَكْتُوبَةِ؟ قَالَ الْمَكْتُوبَةُ وَغَيْرُ الْمَكْتُوبَةِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی، اس طرح کہ اسے اپنے جسم پر اچھی طرح لپیٹ لیا، کسی شخص نے راوی حدیث ابولزبیر سے پوچھا کہ یہ واقعہ فرض نماز کا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ فرض اور غیر فرض دونوں نمازیں پڑھی ہیں۔

(مسند حارثی کتاب الصلٰوة، باب مَا جَاءَ فِي جَوَازِ الصَّلٰوة، حدیث نمبر ٨٤)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے الفاظ کی کمی زیادتی کے ساتھ اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔ مفہوم و معنی بعینہٖ وہی ہے جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

(١) بخاری جلد١ ص٥٢، باب الصلٰوة فی الثوب الواحد

(مكتبة الميزان)

(٢) مسلم جلد١ ص١٩٨، باب الصلٰوة فی ثوب واحد

(مكتبة الحسن)

(٣) سنن ابن ماجة ص٧٣، باب الصلٰوة فی الثوب الواحد. (قديمی)

(٤) مؤطا امام مالك ص ١٢٢، باب الرخصة فی الصلٰوة فی الثوب الواحد (مكتبة الحسن)

(٥) سنن النسائی جلد١ ص ١٢٤، باب الصلٰوة فی الثواب الواحد

(قديمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد١ ص٩٢، باب جماع اثواب ما یصلی فیه
(اقرأ قرآن کمپنی)

(٧) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد٢ ص٢٣٨، باب الصلوٰة فی ثواب واحد

(٨) مسند امام احمد جلد٣ ص٢٨٦

(٩) شرح معانی الآثار للطحاوی جلد١ ص٣٨٠، باب الصلوٰة فی ثواب واحد.

(١٠) کتاب الآثار لابی یوسف ص٣٤، حدیث نمبر ١٦١

(١١) مسند ابی حنفة لابی نعیم الاصبهانی ص٢٦٩، حدیث نمبر ١٣٢

(١٢) مسند ابی حنیفة للحارثی جلد٢ ص٧٨٠

(١٣) مسند ابی حنیفة لابن خسرو البلخی جلد١ ص٢٥٣

(١٤) صحیح ابن حبان جلد٥ ص٤٩٦

(١٥) مصنف ابن ابی شیبة جلد١ ٢٧٧ باب فی الصلوٰة فی الثوب واحد

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

جامع عبدالرزاق میں ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں اختلاف رائے واقع ہوا۔ اُبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا میں نماز پڑھی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اس وقت تھا کہ لوگوں کو کپڑے نصیب نہ تھے۔ مگر جب ان کو فراخی ملی تو اب نماز دو ہی کپڑوں میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور آپ نے

حضرت اُبی رضی اللہ عنہ کی رائے پر فیصلہ دیا۔لیکن فضیلت کا جہاں تک سوال ہے حق ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی کے ساتھ ہے کہ ایک کپڑے میں نماز اسی وقت تھی کہ لوگوں میں تنگی تھی جب خوشحالی نصیب ہوئی اور ایک سے زائد کپڑے نصیب ہوئے تو اب فضیلت نماز کی دو کپڑوں میں ہو گی البتہ ایک کپڑا میں نماز بغیر کسی اختلاف کے جائز ہے۔اگر دونوں حضرات کے درمیان اختلاف جواز اور عدم جواز کا ہے جیسا کہ بعض جگہ عبارت سے شبہ ہوتا ہے تو پھر حق حضرت اُبی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے فیصلہ میں حق بجانب ہیں۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ص ۱۰۴ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۸۰)......عدت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ أَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِسَوْدَةَ حِیْنَ طَلَّقَهَا اِعْتَدِیْ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی تو ان سے فرمایا کہ عدت گزارو۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِي الْعِدَّةِ حدیث نمبر ۲۸۶)

تخریج حدیث:

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی مذکورہ حدیث کو محدثین نے دیگر کتابوں میں بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسند امام ابی حنیفة لابی نعیم الاصبهانی ص٦٤

(۲) بیهقی جلد۷ ص۳٤۲

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے بھی تینوں راوی ثقہ ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

یہ امر مختلف فیہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تھی۔ اور پھر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے التماس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کیا۔ یا طلاق نہیں دی تھی بلکہ محض ارادہ فرمایا تھا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے التجا کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں رہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق کا ارادہ ترک فرمادیا۔ آخری شق صحیح تر ہے۔ کیونکہ کتب صحاح وسنن میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق کا ارادہ ہی فرمایا تھا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا طلاق سے خوفزدہ ہوئیں تو انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی۔ طبرانی میں یہ الفاظ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنوز مفارقت کا ارادہ ہی فرمایا تھا۔ لہٰذا اس سے پتہ چلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق نہیں دی تھی بلکہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کا پتہ چلا کر اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی اور ارادہ طلاق کو ترک کرادیا۔

امام بیہقی، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مرسل لائے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ کو طلاق دی پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ کر عرض کیا کہ مجھ کو مردوں کی حاجت نہیں یعنی فطری تقاضوں سے خالی ہوں۔ مگر میرا ارمان ہے کہ حشر میں آپ کی ازواج میں اٹھوں اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجعت فرمالی۔ ابن سعد بھی اس کے ہم معنی الفاظ سے حدیث لائے ہیں۔ اس میں یہ بھی ہے کہ پھر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری کا دن

اور رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ص ۲۵۷ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۸۱)......دو غلاموں کو ایک غلام کے عوض خریدنا

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَرٰى عَبْدَيْنِ بِعَبْدٍ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کے بدلے دو غلام خریدے۔

(مسند حصكفي باب مَا جَاءَ فِي اشْتَرَاءِ الْعَبْدَيْنِ بِعَبْدٍ، حديث نمبر ۲۳۱)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد ۲ ص۳۰، باب جواز بيع الحيوان بالحيوان من جنسه متفاضلا (مكتبة الحسن)

(۲) سنن النسائي جلد۲ ص۲۲٦، باب بيع الحيوان بالحيوان يدًا بيد متفاضلا (قديمي)

(۳) جامع الترمذي جلد۱ ص۲۳۵، باب ماجاء في اشتروا العبد بالعبدين (قديمي)

(٤) سنن ابي داؤد جلد۲ ص٤٧٧، باب في ذلك اذا كان يدا بيد (مكتبة الحسن)

(٥) سنن ابن ماجة ص١٦٤، باب الحيوان بالحيوان نسيئة (قديمي)

تحقیق حدیث:

اس مذکورہ حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

مذکورہ حدیث میں خریداری ہاتھوں ہاتھ ہے ادھار نہیں تو بیع جائز ہے اس میں سود نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں ہر دو کا عوض ہم جنس تو ہے لیکن ان میں قدر نہیں مطلب یہ کہ غلام نہ کیلی ہے نہ وزنی (کیلی سے مراد ناپی جانے والی چیز اور وزنی سے مراد وزن کی جانے والی چیز) لہٰذا اس قسم کی بیع جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سود کی علت دو چیزیں ہیں۔ (۱) ہم جنس ہونا (۲) قدر یعنی کیلی یا موزونی ہونا اگر کوئی چیز ایسی ہو کہ وہ ہم جنس بھی ہو اور اس میں قدر بھی پائی جائے تو اگر ایک چیز میں دونوں علتیں پائی جائیں تو ان دونوں کو ایک دوسرے کے بدلے کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا سود ہوگا۔ مثلاً ایک کلو گندم کو دو کلو گندم کے عوض بیچنا جائز نہیں سود ہے کیونکہ اس میں دونوں علتیں پائی جارہی ہیں۔ دونوں ہم جنس بھی ہیں اور موزونی بھی یعنی وزن کی جانے والی اور اگر ایک کلو گندم کو دو کلو چاول کے بدلے میں بیچا جائے تو یہ جائز ہوگا اس میں سود نہیں کیونکہ اس میں سود کی دونوں علتیں نہیں پائی جارہیں صرف ایک ہے کہ دونوں موزونی تو ہیں لیکن ہم جنس نہیں ہیں۔ سود اس وقت ہوگا جب دونوں علتیں ایک وقت میں پائی جائیں جنس اور قدر۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ترمیم واضافہ ص ۲۹۸ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۸۲)......پھل پکنے سے پہلے خریدنے کی ممانعت

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ اَنْ یُّشْتَرٰی ثَمَرَةٌ حَتّٰی یُشْقِحَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل پکنے سے پہلے خریدنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسند حصکفی باب مَا یجوز بیعه وما لا یجوز حدیث نمبر ۳۳۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی سندوں سے کتابوں میں نقل کیا ہے الفاظ میں تبدیلی اور الفاظ کی کمی زیادتی کے ساتھ لیکن مفہوم ومعنی بعینہٖ وہی ہے جو امام صاحب سے مروی ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۹۲، باب بیع الثمار قبل ان یبدو صلاحها. (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۱۱، باب النهی عن المحاقلة والمزابنة (مکتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۱٦۰ باب النهی عن بیع الثمار قبل ان یبدو صلاحها (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۲ ص۲۱٦، ۲۱۷، باب بیع الثمر قبل ان یبدو صلاحه (قدیمی)

(٥) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۳۲، باب ماجاء فی کراهیة بیع الثمرة قبل ان یبدو صلاحها (قدیمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد۲ ص٤۷۸، باب فی بیع الثمار قبل ان یبدو صلاحها (مکتبة الحسن)

(۷) مؤطا امام مالك ص۵۷۳، ۵۷٤، باب النهی عن بیع الثمار حتی یبدو صلاحها (مکتبة الحسن)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل پکنے سے پہلے خریدنے سے اس لیے منع فرمایا تا کہ اس کا مال ضائع ہونے سے بچ جائے۔ کیونکہ پھل کے خراب ہونے کا بھی احتمال ہے کہ درخت پر ہی پھل خراب ہو جائے تو اس کے پیسے ضائع ہو جائیں گے کیونکہ جس چیز کے لیے خریدار نے بائع کو پیسے دیے تھے وہ چیز ہی ضائع ہوگئی اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خرید وفروخت سے منع فرمایا تا کہ مشتری (خریدار) کا مالی نقصان نہ ہو۔ اور بعض روایات میں پھل پکنے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا ہے وہ اس لیے کہ بائع (بیچنے والا) مشتری (خریدنے والا) کا مال بغیر کسی عوض کے نہ لے۔ مطلب یہ کہ اگر پھل پکنے سے پہلے ہی خرید وفروخت کر لی۔ خریدار نے قیمت بھی ادا کر دی لیکن بعد میں پھل درخت پر ہی ضائع ہو گئے تو مشتری کو تو کچھ بھی نہ ملا اور بائع نے قیمت تو پھل کے بدلے میں لے لی تھی لیکن اب پھل ضائع ہو گیا ہے تو قیمت بغیر عوض کے ہوئی یعنی کسی چیز کے بدلے میں بھی نہ ہوئی۔ اس لیے منع فرمایا۔ (ماخوذ مظاہر حق ص۸۸۲ ترمیم واضافہ مکتبہ العلم)

(۸۳)......مشتری کی طرف سے شرط کر لینے کے بیان میں

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا أَوْ عَبْدًا لَهُ مَالٌ فَالثَّمَرَةُ وَالْمَالُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُشْتَرِي.

وَفِي رِوَايَةٍ مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَالْمَالُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، وَمَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا فَثَمَرَتُهُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص تابیر شدہ درخت فروخت کرے یا کوئی ایسا غلام جس کے پاس کچھ مال بھی ہو تو پھل اور مال بائع کا ہوگا الا یہ کہ مشتری شرط لگادے۔

ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ جس نے غلام بیچا اس کا جو مال ہے وہ مال بائع کا ہے۔ مگر یہ کہ مشتری شرط کرلے اور جس نے قلم لگا ہوا کھجور کا درخت بیچا تو اس کا پھل بائع کا ہے۔ مگر یہ کہ مشتری شرط کرلے۔

(مسند حصکفی باب مَنْ بَاعَ نَخْلاً مُؤَبَّرًا حدیث نمبر ۳۳۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد ۱ ص۲۹۲، باب قبض من باع نخلاً قد ابرت الخ (مکتبۃ المیزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۱۰، باب من باع نخلا علیها تمر (مکتبۃ الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۲۵، ۲۲۶، باب ماجاء فی ابتیاع النخل بعد التابیر (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۲ ص۲۲۷، باب النخل یباع اصلها واستثنی المشتری ثمرها (قدیمی)

(۵) سنن ابی داؤد جلد۲ ص٤۸۷، باب فی العبد یباع وله مال (مکتبۃ الحسن)

(٦) سنن ابن ماجة ص١٦٠، باب ما جاء فی من باع نخلا مؤبرا (قدیمی)

(٧) مؤطا امام مالك ص٥٧٣، باب ماجاء فی ثمر المال يباع اصله (مكتبة الحسن)

(٨) دارمی جلد٢ ص٢٥٣

(٩) طحاوی جلد٢ ص٢١٠

(١٠) سنن الكبرىٰ للبيهقی جلد٥ ص٣٢٦، ٣٢٤، ٢٩٧

(١١) مسند امام احمد جلد٣ ص٢١٠، جلد٢ ص٩

(١٢) مصنف ابن ابی شيبة جلد٧، ص١١٢، ١١٣، جلد١٠ ص ١٦٥

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

مؤبر اس کھجور کے درخت کو کہتے ہیں جس میں قلم لگایا گیا ہو اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ عرب لوگ کھجور کے درخت میں نر اور مادہ دو قسمیں مانتے تھے۔ اور ایسا کرتے تھے کہ مادہ کو چیر کر اس میں نر کا گلہ یا گابہ پیوست کرتے تھے۔ اس ترکیب سے درخت پھل بہت لاتا تھا۔ اس عمل کو عربی میں تابیر اور اردو میں قلم لگانا کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کھجور کا درخت مؤبر (قلم لگایا گیا ہو) یا غیر مؤبر (قلم نہ لگایا گیا ہو) دونوں صورتوں میں پھل شرط کے ساتھ مشتری (خریدار) کے ہوں گے۔ اور بغیر شرط کے بائع (بیچنے والا) کے ہوں گے۔ (ماخوذ مسند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ص٣٠١ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

نوٹ:

(شرط کے ساتھ) مطلب یہ کہ مشتری درخت خریدتے وقت بائع کے سامنے شرط لگا

دے کہ تجھ سے یہ کھجور کا درخت خریدتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ اس پر لگے ہوئے پھل بھی میرے ہوں گے۔ تو اس صورت میں پھل مشتری کے ہوں گے اگر شرط نہیں لگائی تو پھل بائع کے ہوں گے۔

(۸۴)......جائز اور ناجائز بیوع کا بیان یعنی بیع مزابنہ اور بیع محاقلہ سے منع فرمانا

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰی عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔ (مسند حصكفي باب مَا يجوز بيعه وما لا يجوز حديث نمبر ٣٣٤)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد ۱ ص۲۹۱، باب بیع المزابنة (مكتبة الميزان)

(۲) مؤطا امام مالك ص۵۷۷، باب المزابنة والمحاقلة (مكتبة الحسن)

(۳) مسلم جلد۲ ص۱۰، ۱۱، باب النهی عن المحاقلة والمزابنة (مكتبة الحسن)

(٤) جامع الترمذی جلد١ ص٢٤٥، باب ماجاء فی المخابرہ (قدیمی)

(٥) سنن ابن ماجة ص١٦٤ باب المزابنة والمحاقلة (قدیمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد٢ ص٤٨٣، باب فی المخابرہ (مکتبة الحسن)

(٧) مسند امام احمد جلد٣ ص٦، ٨، ٦٠

(٨) التمهید لابن عبدالبر جلد٢ ص٣١٢

(٩) مسند حمیدی (حدیث نمبر ١٢٩٢)

(١٠) شرح معانی الآثار للطحاوی جلد٤ ص١٠٦

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں۔ دوسرے امام صاحب رحمہ اللہ کے استاد ابوزبیر رحمہ اللہ ہیں ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ اصل نام محمد بن مسلم بن تلدرس اسدی ابوزبیر مکی ہے۔ ابوزبیر نے سیدہ عائشہ، جابر بن عبداللہ، ابوطفیل، سعید بن جبیر، عکرمہ، طاؤس، صفوان بن عبداللہ، عون بن عبداللہ بن عتبہ، نافع بن جبیر بن مطعم وغیرہ سے روایت کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد٩ص٤٤٠، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد)

حدیث کی سند کے تیسرے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

بیع مزابنہ کی یہ صورت ہے کہ کسی قدر ناپ تول سے درخت لگی ہوئی تر کھجور کو خشک کھجور کے بدلے میں بیچا جائے یا اگر انگور ہیں تو بیل پر لگے ہوئے تر انگوروں کو خشک انگوروں کے بدلے میں بیچا جائے اور بیع محاقلہ کی شکل یہ ہے کہ بالیوں (سٹوں) میں جو گندم ہے اس اس کو خشک گندم کے بدلے میں بیچا جائے تو یہ دونوں صورتیں حدیث مذکورہ کی وجہ سے ناجائز ہیں۔ کیونکہ ان دونوں صورتوں میں مبیع (جس چیز کو خرید اجارہا ہے) وہ مجہول ہے یعنی اس کا

پتہ ہی نہیں ہے ان میں نہ ہونے کا احتمال ہے ممکن ہے کہ پھل درخت پر ہی خراب ہو جائے یا اس جیسی کوئی اور صورت پیش آنے کا احتمال ہے بہر حال ایسی ہر صورت میں بیع جائز نہیں جس میں مبیع مجہول ہو خرید و فروخت کی یہ شکلیں چونکہ زمانہ جاہلیت میں رائج تھیں اس لیے ان کو علیحدہ خصوصیت کے ساتھ بیان فرمایا اور ان کی حرمت پر صاف الفاظ میں تصریح فرمائی۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ص ۲۹۹ ترمیم و اضافہ کے ساتھ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

مصنف کا مختصر تعارف

نام: علی معاویہ خان

ولدیت: غلام حسین خان

قوم: یوسف زئی پٹھان

تاریخ ولادت: 18-06-1991

مقام ولادت: بہاری کالونی گوجرانوالہ

تعلیم:

حفظ قرآن کریم: جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ جہلم سے

درسِ نظامی: جامعہ مدینۃ العلم جناح کالونی گوجرانوالہ سے

دورہ حدیث: مدرسہ انوار العلوم مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ سے

مفتی کورس: ادارۃ النعمان پیپلز کالونی گوجرانوالہ سے

دورانِ تعلیم جن اساتذہ سے علم حاصل کیا' ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

1.....حضرت مولانا مفتی عیسیٰ خان صاحب گورمانی رحمۃ اللہ علیہ

2.....شیخ الحدیث حضرت مولانا داؤد احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ مہتمم مدرسہ انوار العلوم

3.....مولانا عبد القدوس صاحب

4.....مولانا مفتی جمیل احمد گجر صاحب

5.....مولانا مفتی رشید احمد علوی صاحب

6.....مولانا عبد القدیر صاحب

7.....مولانا قاری ریاض احمد صاحب مہتمم جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ

8.....مولانا مفتی عطاء المومن صاحب

9......مولانا ابراہیم محمدی صاحب

10......مولانا اعجاز احمد صاحب

11......مولانا طلحہ حسین صاحب

12......مولانا مفتی انور صاحب

13......مولانا عامر جاوید صاحب

14......قاری محمد دین صاحب

15......مولانا مفتی محمد نعمان احمد صاحب

16......مولانا مفتی عبدالخالق صاحب

اصلاحی تعلق:

پیر طریقت رہبر شریعت استاذ العلماء پیر جی سید مشتاق علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی سے احقر نے قائم کیا ہوا ہے۔

ملازمت:

امام وخطیب جامع مسجد حاجی بیدار خان شادمان ٹاؤن گوجرانوالہ

تصنیف وتالیف:

ثنائیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

احقر کی یہ پہلی کاوش ہے، یہ کتاب ایسی احادیث کا مجموعہ ہے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہیں اور آپ کی ثنائیات میں شمار ہوتی ہیں۔ ثنائیات ایسی احادیث کو کہا جاتا ہے جن میں راوی حدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف دو واسطے ہوں۔ ان روایات میں بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دو واسطے ہیں ایک تابعی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرا صحابی رضی اللہ عنہ کا

نوٹ:

اس کتاب کی تصحیح میں اپنی طاقت کے مطابق پوری کوشش کی گئی ہے۔اس کے باوجود بھی اگر کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے تو مطلع فرمائیں۔ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے اور ہمیں اغلاط کی درستگی میں کوئی تامل نہ ہوگا۔میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کے حوالے سے کسی بھی قسم کا تعاون فرمایا ہے۔خصوصاً بھائی عامر ضیاء صاحب اور بھائی حمزہ سعید صاحب جنہوں نے پروف ریڈنگ میں بھرپور تعاون کیا اور ہمارے بہت ہی قریبی دوست جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں ہمارے ساتھ مالی تعاون کیا جو اپنا نام دینا نہیں چاہتے۔اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی سعی اور تعاون کو قبول ومنظور فرمائے۔میرے لیے اوران حضرات کے لیے اس کتاب کو آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔آمین

ضروری اعلان

بہاریوں کے لیے عظیم خوشخبری

تاریخ صوبہ بہار جلد منظر عام پر آ رہی ہے

دنیا کے مختلف علاقوں میں بسنے والے بہاریوں کو یہ جان کر خوشی محسوس ہوگی کہ صوبہ بہار کی تاریخ پر ایک کتاب مرتب کی جا رہی ہے جس کا مقصد بہاریوں کو صوبہ بہار کی جغرافیائی، علاقائی و دیگر اہم پہلوؤں کی تواریخ سے آگاہ کرنا ہے۔ بحیثیت بہاری قوم ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی تاریخ کو محفوظ کریں تا کہ ہماری موجودہ اور آنے والی نسلیں اس سوال کا جواب دے سکیں کہ بہاری کون ہیں؟

اس کتاب میں بہاری علماء، دانشور، سیاستدان اور دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ یہ کتاب فرقہ ورانہ اور سیاسی تعصب سے بالاتر ہو کر لکھی جا رہی ہے۔

آپ سب بہاری بھائیوں سے التماس ہے کہ تاریخ صوبہ بہار سے متعلق اگر کسی بھی قسم کا مواد آپ کے علم میں ہو تو ہمیں اس سے ضرور آگاہ کریں تا کہ مذکورہ بالا کتاب کو مزید معلوماتی اور مستفید بنایا جا سکے۔

برائے رابطہ: محمد عامر ضیاء

ایڈریس: مکان نمبر 16، بہاری کالونی گوجرانوالہ

موبائل اینڈ واٹس ایپ نمبر 0346-6165090


ناشر
احسان خان مکان نمبر 124
C بلاک بہاری کالونی، گوجرانوالہ
موبائل نمبر
0343-4863345
0332-8573411